فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اور

ضرورت جہاد

www.KitaboSunnat.com

تالیف

حضرت مولانا محمد منیر قمر

ترتیب و تبییض

غلام مصطفیٰ فاروق

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ - تحصیل ڈسکہ - سیالکوٹ، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ منشورات اردو سروس، ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر
اور
ضرورت جہاد

تالیف و پیشکش

حضرت مولانا محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ (الخبر) وداعیہ متعاون

مرکز الدعوۃ والارشاد (الدمام سعودی عرب)

ترتیب وتبییض

غلام مصطفیٰ فاروق

خطیب جامعہ شمس الہدیٰ، ڈسکہ

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ۔ تحصیل ڈسکہ۔ سیالکوٹ، پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	....	فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ضرورت جہاد
نام مولف	....	حضرت مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
ترتیب وتبییض	....	مولانا غلام مصطفیٰ فاروق
ناشر وطابع	....	مولانا غلام مصطفیٰ فاروق
طبع اول	....	اول، مارچ 2001ء
تعداد	....	1100
قیمت	....	روپے

سٹاکسٹ: مکتبہ سلفیہ، 4-شیش محل روڈ، لاہور.............

فون: 7237184

ملنے کے پتے:

- حدیث پبلیکیشنز، 2-شیش محل روڈ، لاہور.......... فون: 7232808
- نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور...... فون: 7321865
- اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور
- مدینہ کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالہ
- مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ
- مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور.......... فون: 7351124
- مکتبہ کتاب و سنت.......... ریحان چیمہ، ڈاک خانہ بھوپالوالہ، تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ (پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار		مضامین	صفحہ نمبر
1		تقدیم	9
2		عرض مرتب	11
3		**امر بالمعروف اور نہی عن المنکر**	14
	1	فرض کفایہ	14
	2	امت اسلامیہ کی تخلیق کا مقصد	14
	3	اوصاف اہل جنت	16
	4	وصیت لقمان	17
	5	امت اسلامیہ کو انسانیت کی اصلاح کی ذمہ داری	17
	6	امت وسط	18
4		**امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ''جو جہاں لگا ہے ٹھیک ہے'' والے نظریے اور سوچ کا ابطال**	21
	1	بحری جہاز کی مثال	21
	2	ایک اور مثال	23
	3	''جو جہاں لگا ہے ٹھیک ہے'' کا نظریہ	23
	4	اصحاب سبت	24
	5	اصلاح نفس ہی نہیں اصلاح معاشرہ بھی	24
	6	احادیث رسول ﷺ سے وضاحت	26

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		مضامین	صفحہ نمبر
	7	ایک اشکال	29
	8	اشکال کا جواب	29
	9	اشکال کا حل ایک صحیح حدیث سے	30
5		**فریضہ امر بالمعروف و نھی عن المنکر کو ترک کرنے کا انجام**	33
	1	بنی اسرائیل کے بتلائے لعنت ہونے کی وجہ	34
	2	بنی اسرائیل میں سب سے پہلا نقص	35
	3	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرق	37
	4	نہی عن المنکر کا طریقہ	38
	5	عملی منکرات کو روکنے کا طریقہ	40
	6	گردوپیش کی اصلاح	42
	7	ایک مثال	43
	8	اصلاح خانہ کا دامن بھی چھوٹا جائے ہے	44
6		**عملی منکرات کیلئے قرآنی تعبیر**	47
	1	فتنہ اور فساد	47
	2	فتنہ	47
	3	فساد	48
	4	فتنہ سے کیا مراد ہے؟	49
7		**انسانوں کی طرف سے دوسرے انسانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا اور ان کی چھ قسمیں۔**	51
	1	اولاً	51
	2	ثانیاً	52
	3	ثالثاً	53
	4	رابعاً	54
	5	خامساً	55

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
8	**فساد کیا ھے؟**	57
1	قرآن کریم اور لفظ فساد	57
2	قوم عاد وثمود کے مفسد ہونے کی وجہ	58
3	فسادِ فرعون	60
4	فرعون کی سرکشی	61
5	فرعون کا دعویٰ ربوبیت	61
6	فرعون کا لوگوں کو قبول حق سے باز رکھنا	62
7	فرعون اور بنی اسرائیل کی غلامی	63
8	غلامانہ اطاعت	63
9	ہلاکتِ فرعون اور عذاب الٰہی	63
10	قوم لوطؑ اور فساد	64
11	قوم لوطؑ کی زبوں حالی	65
12	داعی حق کا وجود برداشت نہ کر سکے	66
13	قوم شعیبؑ اور فساد	66
14	حضرت شعیبؑ کا اپنی قوم سے وعظ	67
15	اہل مدین داعی حق کا وجود برداشت نہ کر سکے	67
16	چند دیگر اہل فساد	68
17	چوری بھی فساد ہے	68
18	ملکی تباہی سے بگڑے اخلاق بھی فساد	69
19	قرآن کریم میں فساد کی جامع تعریف	69
20	يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ	70
21	صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی فساد ہے	71
22	چند دیگر اہل فساد	71
23	اختیار و طاقت کا ناجائز استعمال بھی فساد ہے	73

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		مضامین	صفحہ نمبر
9		**اصلاحی جھاد اور اسکی اصل غرض و غایت**	75
	1	اصلاحی جہاد	75
	2	غلط نظام کار، والی حکومت	76
	3	اصلاحی جہاد کا حکم	77
	4	پھر وہی اعتراض	77
	5	اعتراض کا جواب	78
	6	جہاد کی غایت	79
	7	مزید وضاحت	80
	8	آتش پرستوں کے بارے میں حکم	80
	9	دو باتیں	80
10		**اسلام عصبیت سے بالا دین ھے**	82
	1	جزیہ کی حقیقت	82
	2	جزیہ کی مقدار	83
	3	اسلام کی حیران کن فیاضی	84
	4	وَهُمْ صَاغِرُوْنَ کا مطلب	84
	5	مقاصد جہاد	85
11		**خون ریزی کم کرنے کے لیے اسلامی قانون صلح و امن**	87
	1	اسلامی جہاد کی ایک خصوصیت	87
	2	درخواست صلح قبول کرلو	88
	3	امن وسلامتی کی تلقین	89
	4	عدم جارحیت کے معاہدات	89
	5	امان دینے کی مزید تفصیل	90
	6	ہر مسلمان امان دے سکتا ہے	92
12		**اسلام اور امپیریلزم یا جھانگیریت**	95

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
96	اسلام تعصب ختم کرتا ہے	1
96	امارت کے لیے صرف قابلیت	2
97	امور معصیت میں اطاعت نہیں	3
97	اسلامی تعلیمات کے اثرات	4
98	اسلام اور جہانگیریت میں فرق	5
99	**اسلامی فتوحات کی توجیہ**	
99	ایک سوال	1
99	جواب	2
100	نافرمان قوموں کو دھمکی	3
101	صالح لوگ	4
101	عرب دنیا کی مذہبی و اخلاقی حالت	5
102	دیگر ممالک کی حالت	6
103	جماعت صحابہؓ اصلاح کیلئے کمربستہ	7
104	عساکر اسلامی کے لیے ایک اصول	8
105	فتوحات صحابہؓ کی علت وتوجیہہ	9
107	**مال غنیمت**	13
107	علم وفکر کی آڑ میں حملہ تشکیک	1
108	مال غنیمت کا پس منظر	2
111	شوق غنیمت کی اصلاح کے لیے تدریجی عمل اور طریقے	3
112	پہلا طریقہ	❁
112	❁ مال غنیمت کے لیے لڑنے والے کو ثواب نہیں	
113	❁ مجاہد کون؟	
114	❁ پورا اجر کس کو؟	
115	❁ مال غنیمت کے لینے سے انکار کرنا	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
117	دوسرا طریقہ	❁
119	تیسرا طریقہ	❁
120	مال غنیمت اور مال فئی میں فرق	4
120	مال فئی اور قرآن	5
121	ایک اہم بات	6
121	غنیمت کے لیے اسلامی ضابطہ	7
122	خلاصہ تفصیل	8
122	غنیمت کے بارے میں اسلامی قوانین اور مغربی قوانین میں فرق	9
123	اسلامی قانون کا کمال	10

❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

﴿ اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا فَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ......اَمَّا بَعْدُ ! ﴾

اسلام کی طرف سے عائد کئے گئے فرائض میں سے ایک ''فریضہ امر بالمعروف و عن المنکر'' بھی ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اور کبھی منکرو فساد کے خاتمہ ِقوتِ بازو سے کام لینا بھی ناگزیر ہو جاتا ہے۔ گویا یہی چیز جہادِ اسلامی کی ایک ورت بن جاتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب کا یہی موضوع ہے جو کہ کتاب کے نام سے ل ہے۔ یہ کتاب دراصل ہمارے کچھ ریڈیو پروگراموں کا مجموعہ ہے جو ہم نے وسروس سے پیش کئے تھے۔ انہیں ہمارے عزیز فاضل نوجوان جناب مولانا غلام فاروق آف ریحان چیمہ (خطیب جامعہ مسجد شمس الھدی ڈسکہ) نے کتابی میں ڈھال دیا ہے فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْجَزَاءِ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ.

اللہ تعالی ہمارے اس بضاعۃ مزجۃ کو شرف قبول سے نوازے اور ہمارے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لئے نیز اس کی طباعت و اشاعت میں کسی بھی طرح حصّہ لینے والے ہر شخص کیلئے
اجر و ثوابِ دارین کا سبب بنائے۔ آمین۔

ابو سلمان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
وداعیہ متعاون۔ مراکز دعوت و ارشاد
الدمام، الخبر، ائیر بیس الظہران

یکم ذوالحجہ 1420ھ
7 مارچ 2000ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّا بَعْدُ!﴾

''فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' کے موضوع پر لکھی گئی اس کتاب کو میں نے نہ صرف لفظ بلفظ پڑھا ہے بلکہ اِسے کتابی شکل میں ترتیب دینے کے لئے لکھا بھی ہے کیونکہ یہ کتاب فاضل جلیل حضرت مولانا محمد منیر قمر صاحب سیالکوٹی حفظہ اللہ (ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون بمرکز الدعوۃ والارشاد بالدمام، سعودی عرب) کی اُن تقاریر کا مجموعہ ہے جو متحدہ عرب امارات میں قیام کے دوران اُنہوں نے امارات القیوین کے ریڈیو اسٹیشن کی اُردو سروس سے اپنے روزانہ نشر ہونے والے پروگرام ''دین و دُنیا'' کے تحت پیش کیں تھیں۔ یہ اُن کی اُنہی تقاریر کے تحریری اسکرپٹ ہیں جنہیں میں نے شروع کے خطبات وابتدائی اور آخر کے اختتامی کلمات کو حذف کر کے ایک مستقل شکل دے دی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا قمر صاحب حفظہ اللہ اپنے ریڈیائی پروگرام انتہائی محنت و جانفشانی اور پوری لگن ودلجمعی سے ترتیب دیتے ہیں اور پھر موضوع کوکئی کئی ماہ تک مسلسل بیان کرکے پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ جب تک اس موضوع کے تمام پہلوکا احاطہ کرکے وضاحت نہ کردیں دوسرا موضوع شروع نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ خلیجی ممالک میں ان کی تقاریر علمی اور عوامی حلقوں میں انتہائی مقبول ہیں اوران کی تقاریر کے آڈیوکیسٹ امارات کے تقریباً ہر ریکارڈنگ سنٹر سے بآسانی مل جاتے ہیں اور لاکھوں لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ میں نے خود اپنے متحدہ عرب امارات میں قیام کے دوران چالیس ہزار سے زائد کیسٹیں تقسیم کیں ہیں۔

ہم نے جہادِ اسلامی کے موضوع پرنشر شدہ تمام پروگرامز کومختلف عنوانات میں تقسیم کرکے ترتیب دے دیا ہے اُنہی میں سے ایک یہ کتاب ''فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' کے نام سے مرتب کی گئی ہے۔

میں محترم مولانا قمر صاحب حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے اپنی تقاریر کے مسودات مجھے عنایت فرما کر اُنہیں کتابی شکل میں مرتب کرنے کا موقع مہیا فرمایا: جزاہ اللہ خیراً۔

اِسی طرح ہی فاضل جلیل حضرت مولانا حافظ ارشادالحق صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی وداعیہ بمرکز الدعوۃ والارشاد مقیم الذید شارجہ متحدہ عرب امارات) کا بھی شکر گزار ہوں کہ ترتیب وتخریج میں اُن کا تعاون بھی شامل حال رہا وفقنا اللہ وایاہ للخیر۔

اس کتاب میں اصل محنت ونظر سوزی تو مولانا قمر صاحب نے ہی کی اور میں نے انہی سے مسودات لے کر اپنی حد تک بھرپور کوشش کی ہے کہ پروگراموں یا تقاریر میں ربط برقرار رہے۔ مسودہ کی ازسرِ نو ترتیب وتبییض کے دوران بھی محترم قمر صاحب کا علمی تعاون اوراُن کے مفید مشورے بلکہ ہدایات ملتی رہیں لیکن پھر بھی اگر کہیں تکرار یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربط وترتیب میں کوئی نقص وکمزوری نظر آئے تو وہ میری طرف سے ہے۔

کتاب کی ترتیب کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ اپنے موضوع کی یہ بڑی جامع مانع کتاب اور قارئین کے لئے انشاءاللہ بڑی مفید ثابت ہوگی

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مولانا قمر صاحب کے اس عمل کو ان کے میزان حسنات میں قبول فرمائے اور میرے لئے بھی اِسے باعثِ اجروثواب بنائے اور اس کی طباعت واشاعت میں شرکت کرنے والے تمام احباب کو بھی دُنیا وآخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔

غلام مصطفیٰ فاروق

ریحان چیمہ

ضلع سیالکوٹ

29 ذیقعد 1420 ہجری

7 مارچ 2000ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

فرض کفایہ

اسلام کے ارکان پنجگانہ، ایمان، نماز، روزہ، زکاۃ اور حج تو معروف ہیں جن میں سے کسی کا انکار کفر ہے اور ان میں سے کسی کا انکار تو نہ کرنا مگر اس کی فرضیت کا معترف ہونے کے باوجود شیطان کے بہکاوے میں آ کر ان کی ادائیگی میں سستی و تساہل برتنا فسق اور کبیرہ گناہ ہے۔ ان پانچ ارکان اسلام کے علاوہ بھی کئی امور ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مسلمانوں پر فرض قرار دیئے ہیں۔ ان میں سے بعض تو فرض عین ہیں اور بعض فرض کفایہ۔ انہی ثانی الذکر فرائض میں سے ہی اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنا بھی ہے جو دین اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے اور اسے قرآن کریم اور حدیث شریف میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا گیا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فرض کفایہ دینے کی دلیل سورہ آلِ عمران کی آیت 104 میں مذکورہ کلمہ "مِنْكُمْ" ہے اور مفسرین کے نزدیک یہاں "من" تبعیض کے لئے ہے جو کل افراد میں سے بعض کو خاص کر دیتا ہے اگر کچھ لوگ اس فریضہ کو ادا کرتے رہیں تو باقی لوگوں کے سر سے گناہ اتر جاتا ہے ورنہ سب گنہگار ہوتے ہیں۔ (۱)

۱ - ابن کثیر اردو ۱/۴۷۳ . معارف القرآن ۲/۱۳۵ . ۱۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت اسلامیہ کی تخلیق کا مقصد

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایک فریضہ ہی نہیں بلکہ امت اسلامیہ کی تخلیق کا مقصد بھی ہے کہ ان کے ہاتھوں اللہ نے ''اصلاح عالم'' کی ایک خاص خدمت لینا ہے اور قرآن و سنت میں اس مقصد کے حصول اور یہ خدمت سرانجام دینے کا، جا بجا مطالبہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ آل عمران میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۲)

''تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں اور جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔''

اور تھوڑا آگے چل کر ارشاد فرمایا

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط﴾ (۳)

''(مسلمانو!) اب دنیا میں بہترین امت تم ہی ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

اس آیت میں ''اُخرِجَتْ لِلنَّاس'' سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان کسی خاص نسل، قوم ملک یا رنگ کے لوگوں کے لئے نہیں۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کی خدمت و اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس خدمت و اصلاح کا ذریعہ یہ ہے کہ وہ نیکی کا حکم کریں

۲- سورۃ آل عمران: ۱۰۴

۳-سورۃ آل عمران: ۱۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور برائی سے روکیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے وطن پروری وقوم پرستی اور رنگ ونسل کی غیر طبعی تقسیم کو منسوخ کر دیا ہے اور امت اسلامیہ کی راہنمائی، عالمگیر خدمت انسانیت کی طرف کی ہے۔

اوصاف اہل جنت

جنت کے مستحق اہل ایمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں فرمایا ہے

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُوْلٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾(۴)

﴿مومن مرد اور مومنہ عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے (دلی محبت رکھنے والے) رفیق ہیں۔ وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ وہ نماز قائم کرتے ہیں زکاۃ دیتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔﴾

اور اگلی ہی آیت میں فرمایا

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(۵)

۴-سورۃ توبہ : ۷۱

۵-سورہ توبہ : ۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ان (اوصاف والے) مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسی جنتیں دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ان سدا بہار جنتوں میں ان کے لیے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

اس فریضہ کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ اعراف میں نبی اکرم ﷺ کی جو ذمہ داریاں بتائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے

﴿یَامُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾(٦)

"وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔"

وصیت لقمان علیہ السلام

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو معروف وصیتیں کی تھیں وہ قرآن کریم کی سورۃ لقمان میں مذکور ہیں انہیں میں سے ان کی یہ نصیحت بھی منقول ہے۔

﴿یٰبُنَیَّ ، اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾(٧)

"بیٹا نماز قائم کر نیکی کا حکم دے اور بدی سے روک۔"

امّت اسلامیہ کو انسانیت کی اصلاح کی ذمہ داری

سورۃ آل عمران کی گزشتہ آیت میں امت اسلامیہ کو

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

٦-سورہ اعراف : ٥٧
٧-سورہ لقمان : ١٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾(۸)

"(مسلمانوں) دینا میں بہترین امت تم ہی ہو جسے لوگوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں اتارا گیا ہے تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

فرما کر پوری انسانیت کی اصلاح کی ذمہ داری سونپی ہے۔ اس تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعدد مقامات پر مختلف مؤثر پیرائیوں میں پیش کیا ہے اور تنگ نظری وتنگ خیالی کے طلسم کو توڑ کر فرض شناسی کے ایک وسیع عالم کی راہیں کھول دی ہیں۔

چنانچہ دوسری جگہ بقرہ میں ارشاد الٰہی ہے

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط﴾ (۹)

"اوراسی طرح ہم نے تم کو امت وسط (یعنی اعلیٰ واشرف گروہ) بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر (قیامت کے دن حق کے) گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنیں۔"

امت وسط

امام رازی تفسیر کبیر میں، امام ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "كَذٰلِكَ" یعنی اسی طرح کی اس تشبیہ سے مراد ایک تو یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تم پر ہدایت کی نعمت پوری کی ہے اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنا کر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے۔ اور دوسری مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارے لئے کعبہ شریف کو قبلہ قرار دیا ہے (جس کا ذکر اس سے پہلی آیت میں ہے) جو کہ سب قبلوں سے افضل

۸- سورۃ آل عمران : ۱۱۰
۹- سورہ بقرہ : ۱۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورانبیاء کے امام حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ ہے۔اسی طرح ہم نے تمہیں سب امتوں سے افضل امت قرار دیا ہے۔ (۱۰)

اور امام قرطبی و ابن کثیر کے مطابق الوسط سے مراد بہتر افضل ہے جیسا کہ صحیح بخاری، ترمذی ونسائی اور ابن ماجہ میں خود نبی اکرم ﷺ سے منقول تفسیر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ''وسطاً'' کا معنیٰ ''عدلاً'' بیان فرمایا۔جس کا مفہوم ثقہ اور قابل اعتماد اعتقاد و اخلاق) بھی ہوسکتا ہے۔اور یہ بھی کہ اعتقاد و اخلاق اور اعمال میں معتدل اور امم سابقہ کی افراط وتفریط سے پاک اور مبرا امت۔ (۱۱)

اور اسی مضمون کی تشریح سورہ حج میں یوں کی گئی ہے۔

﴿ وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوالزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ. ﴾ (۱۲)

''اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں (اسی کام کے لئے) چن لیا ہے اور تم پر دین کے دائرہ میں کوئی تنگی نہیں رکھی یہ وہی ملت ہے جو تمہارے باپ ابراہیمؑ کی تھی اور اللہ نے تمہارا نام اس سے پہلے اور اس کتاب میں بھی مسلم (یعنی اطاعت گزار) رکھا ہے تاکہ رسول تم پر گواہ ہوں اور تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو پس

۱۰– قرطبی ۱/۲/۱۵۳ طبع مصر، ابن کثیر مختصر الرفاعی ۱/۱۱۸، تفسیر کبیر رازی بحواله اشرف الحواشی لاستاذ محمد عبده الفلاح ۔۳۷۲

۱۱–قال الترمذی : حديث حسن و صحيح . انظر القرطبی بحواله سابقه و ابن كثير ايضاً بخاری ۸/۲۱، حديث (۴۴۸۷) صحيح ترمذی ۳/۲۲ حديث (۲۳۶۲)

۱۲– سورة حج : ۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز قائم کرو، زکاۃ دو اور اللہ کے راستے پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔"

ان دونوں مذکورہ آیتوں کو ملا کر پڑھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں بھی اللہ نے مسلمانوں کی زندگی کا مقصد وہی عالمگیر خدمت انسانی اور اصلاح عالم ہی بتائی ہے نیز یہ کہ دین اسلام کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں کوئی تنگی نہیں اور رنگ و نسل، قومیت اور وطنیت اور زبان کی قیود اس کی برکتوں کو عام ہونے سے نہیں روک سکتیں۔

اسی مضمون کو ایک دوسرے طریقہ سے پیش کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (۱۳)

"یہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں طاقت واقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکاۃ دیں گے، نیکی کا حکم کریں گے اور برائی سے روکیں گے تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

سورہ آل عمران آیت 110 میں "اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" فرما کر اس فریضہ کو عالمگیر پیمانے پر ادا کرنے کا حکم دیا تھا تو یہاں "اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ" فرما کر یہ بتا دیا ہے کہ مسلمانوں کا یہ اخلاقی کام عرب و عجم یا شرق و غرب کے لئے نہیں بلکہ انہیں اس غرض کے لئے روئے زمین کے گوشے گوشے چپے چپے دشت و جبل اور بحر و بر ہر جگہ پہنچنا چاہیے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خیر امت ہونے کی وجہ سے مسلمان صرف اپنی ذات کی خدمت کے لئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ تمام انسانیت کی خدمت ان کا مقصد وجود ہے اور ان کے اس شرف کا راز "اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" میں پوشیدہ ہے

۱۳ - سورۃ حج : ۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اور

”جو جہاں لگا ہے ٹھیک ہے“ والے نظریئے اور سوچ کا ابطال

اس سے تو کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اپنی بھلائی پر قناعت کرتے ہوئے دوسروں کی بھلائی نہ چاہنا،، خود کو بدی سے دور کر کے مطمئن ہو جانا اور دوسروں کو اس سے بچانے کی کوشش نہ کرنا سب سے بڑی خود غرضی اور انانیت ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم اگر یہ بھی کہہ دیں کہ یہ صرف انانیت و خود غرضی ہی نہیں بلکہ خودکشی بھی ہے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ کسی کو غلط کام سے نہ روکنا خود اپنے لئے بھی پیام اجل بن سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس پہلو کو سمجھانے کے لیے نہایت ہی خوب انداز اختیار فرمایا ہے۔

بحری جہاز کی مثال

چنانچہ صحیح بخاری میں دو مختلف مقامات پر ارشاد نبوی منقول ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿مَثَلُ الْقَائِمِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِیْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِیْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا وَكَانَ الَّذِیْنَ فِیْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَوْلُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِیْ نَصِیْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِیْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَیْدِیْهِمْ نَجَوْا وَ نَجَوْا جَمِیْعًا﴾ (۱۴)

''اللہ کی حدود پر قائم رہنے اور حدودِ الٰہی سے تجاوز کرنے والوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے ایک بحری جہاز کے حصے تقسیم کر لئے کچھ لوگ اوپر کے حصے میں چڑھ گئے اور کچھ نیچے کے حصے میں رہ گئے جو لوگ کشتی کے نچلے حصہ میں رہے وہ اوپر چڑھ کر پانی لاتے تھے لہٰذا اوپر والوں پر ان کا گزر ہوتا تھا۔ نیچے والوں نے سوچا کہ ہم اپنے جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کر کے پانی لے لیتے ہیں تاکہ (ہمارے بار بار جانے سے) اوپر والوں کو تکلیف نہ ہو۔ اب اگر اوپر والے لوگوں نے نیچے والے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تو (جہاز میں پانی بھر جانے سے) سب ہلاک ہو جائیں گے اگر انہوں نے نیچے والوں کو روک دیا تو سبھی (غرق ہونے سے) بچ جائیں گے۔''

بخاری کی اس حدیث میں مذکور نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ اس مثال پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو غلط کام سے روکنا جانبین کے لئے ہی نہ صرف اخروی نجات و ثواب کا باعث بن جاتا ہے بلکہ اس کے نتائج دنیا میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں اور غلط کام

۱۴- بخاری ۵/۹۴/۱۲۶-۲۱۷ بحوالہ تخریج ریاض الصالحین للاناؤوط ص ۱۰۲، صحیح ترمذی (۱۷۶۵)، الفتن، مسند احمد ۴/۲۶۸-۲۷۰ بحوالہ الصحیحہ ۱/۱۰۹ حدیث (۶۷)، صحیح الجامع (۵۸۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نہ روکنا نہ صرف غلط کام کرنے والے کے لئے ہی برا ہے بلکہ نہ روکنے والے کے لئے بھی ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے۔ اسی لئے ہم نے برے کاموں سے نہ روکنے کو خودکشی سے تعبیر کیا ہے۔

ایک اور مثال

نبی اکرم ﷺ کی بیان فرمودہ اس مثال کے بعد کسی دوسری مثال کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی۔ لیکن بات کو مزید سمجھنے کرنے کے لئے اپنی روزمرہ کی زندگی سے بھی ایک مثال عرض کئے دیتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنے در و دیوار اور گھر بار کو تو خوب صاف ستھرا رکھتا ہے اور جمع شدہ کوڑا کرکٹ اور گندگی و غلاظت گھر سے تھوڑی دور پھیلا دیتا ہے۔ یا پھر وہ خود تو یہ کام نہیں کرتا مگر گاؤں یا شہر میں غلاظت پھیلانے والوں کو بھی نہیں روکتا نتیجۃً جب کوئی وبا پھوٹ پڑی تو اس کی لپیٹ میں صرف وہی لوگ نہیں آئیں گے جو گندگی پھیلایا کرتے تھے بلکہ وہ لوگ بھی آ جائیں گے جو روزانہ صفائی کرنے اور حفظان صحت کے اصولوں پر سختی کے ساتھ عمل کرنے مگر لوگوں کو غلاظت پھیلانے سے نہ روکنے والے تھے۔

"جو جہاں لگا ہے ٹھیک ہے" کا نظریہ

یہاں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یوں کہ اگر کوئی شخص کسی کو نیک و بد اور غلط و درست کے سلسلہ میں کچھ سمجھانا چاہے تو کئی بزعم خویش مصلحت شعار بلکہ خود روشن خیال اور وسیع النظرف لوگ پکار اٹھتے ہیں کہ جی چھوڑیں "جو جہاں لگا ہوا ہے ٹھیک ہی ہے" مذکورہ دونوں مثالیں ذہن میں رکھ کر سوچیں تو معلوم ہو جائے گا۔ "جو جہاں لگا ہوا ہے ٹھیک ہی ہے" والا نظریہ کتنا بودا اور یہ سوچ کتنی ناقص و غلط ہے جو جہاں لگا ہوا ہے۔ اسے اگر اس کے حال پر ہی چھوڑ دیا جائے تو نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ کی بیان فرمودہ مثال کے مطابق ''جو لگا ہوا ہے'' وہ بھی غرق ہو جائے گا اور ساتھ ہی خاموش تماشائی بنے ہوئے لوگوں کو بھی لے ڈوبے گا۔ اگر آپ نے غلط راستہ چلنے والے لوگوں کو بتایا'' بھئی آپ جہاں لگے ہوئے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے وہاں لگنے سے منع کر دیا ہوا ہے۔'' تو وہ بھی بچ جائے گا اور آپ بھی بخریت رہیں گے۔

اصحاب سبت

قرآن کریم کی سورہ اعراف کے اکیسویں رکوع میں بنی اسرائیل کے اصحاب سبت کا قصہ مذکور ہے۔ کتب تفسیر میں مذکور ہے کہ ان لوگوں کے تین گروہ ہو گئے تھے۔ ایک تو وہ تھے جنہوں نے کھلے طور پر اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور ہفتہ کے دن بھی مچھلیوں کا شکار کرنے لگے تھے۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو خود تو ہفتہ کے دن شکار نہیں کرتے تھے مگر شکار کرنے والوں کو روکتے بھی نہیں تھے جبکہ تیسرا گروہ ان سعادت مند لوگوں کا تھا جو خود شکار نہیں کرتے تھے اور شکار کرنے والوں کو منع بھی کرتے تھے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ ان تین گروہوں میں سے صرف نافرمان گروہ کو عذاب ہوا تھا۔ اور ان کی شکلیں مسخ کر کے انہیں بندر بنا دیا گیا تھا جبکہ دیگر مفسرین نے یہ بھی کہا کہ اس عذاب الٰہی سے صرف ایک گروہ بچا تھا جو کہ شکار نہیں کرتا تھا اور ساتھ ہی شکار کرنے والوں کو منع بھی کرتا تھا۔ نافرمانی کرنے والے شکاری اور جو خود شکار تو نہ کرتے مگر انہیں منع بھی نہ کرتے اور خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہتے، یہ دونوں گروہ عذاب الٰہی کا شکار ہو گئے تھے۔ کیا اس کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو جہاں لگا ہوا ہے لگا رہنے دو؟

اصلاح نفس ہی نہیں اصلاح معاشرہ بھی

مادی امور کی ان مثالوں کی طرح ہی اخلاقیات کا پہلو بھی ہے کہ اگر کسی بستی یا شہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا عام اخلاق بگڑا ہوا ہو اور وہاں کے لوگ عموماً بداخلاق و بدکردار ہوں تو ان پر جو تباہی نازل ہوگی وہ نہ صرف بدکرداروں تک ہی محدود نہیں رہے گی بلکہ ان چند نیکوکاروں کی عزت و شرافت بھی اس کی زد میں آئے گی جو اس جگہ مقیم ہوں۔

مثلاً کسی علاقے کے اکثر لوگوں کی بدکرداری کے نتیجہ میں اگر آسمان سے بارشیں برسنا بند ہو جائیں تو چند نیکوکاروں کے گھر پر الگ سے کہاں بارش ہوگی؟ سارے علاقے کو چھوڑ کر ان لوگوں کی کھیتیاں کہاں سے سیراب ہوں گی؟ اور وہاں ہریالی کہاں سے آئے گی؟ تو گویا وہ لوگ بھی زد میں آگئے۔ یا یوں سمجھ لیں کہ ایک بوٹی کا نام "ڈیلا" ہے جو گھاس کی طرح مگر لمبے تنے والی ہوتی ہے اور یہ گنے کی فصل میں بھی اگتی ہے۔ اور کسان جب گنے کا رس نکالتے ہیں تو "ڈیلے" کا رس نکالنا تو مطلوب نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے رس کی کوئی مٹھاس یا اہمیت ہے، مگر گنے کے ساتھ ہی وہ "ڈیلا" بھی بیلنے میں پس جاتا ہے۔ اس طرح ہی اگر چند نیک لوگ ہوں تو بروں کی کثرت میں وہ بھی بھی مبتلائے عذاب ہو جاتے ہیں اگرچہ انہیں عذاب کرنا مقصود نہ بھی ہو۔

اور یہی بات قرآن کریم کی سورہ انفال میں بھی ایک دوسرے انداز سے بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (۱۵)

"اور تم ایسے فتنہ و وبال سے بچو کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ملتے ہیں جن میں سے امام ابن کثیر نے سب

۱۵ـ سورۃ انفال. ۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مومنوں کو حکم ہے کہ بدی کو اپنے اندر پنپنے نہ دیں۔ جہاں کسی امر منکر یا برائی کو دیکھو فوراً روک دو ورنہ عذاب میں سب مبتلا ہو جائیں گے۔

اور امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نازل تو صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہوئی تھی مگر اس کا حکم تم سب کے لئے عام ہے۔ (۱۶)

احادیث رسول ﷺ سے وضاحت

نبی اکرم ﷺ نے اس مضمون کو متعدد احادیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ مثلاً مسند احمد و شرح السنہ بغوی میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ﴾ (۱۷)

''اللہ تعالیٰ عام لوگوں پر خاص لوگوں کے عمل کے باعث عذاب نازل نہیں کرتا یہاں تک ان میں یہ عیب نہ ہو جائے کہ اپنے سامنے برے اعمال ہوتے دیکھیں اور انہیں روکنے کی قدرت بھی رکھتے ہوں مگر نہ روکیں جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو پھر عام اور خاص سب پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے۔''

جبکہ ترمذی میں ایک حدیث ہے جس کی سند میں مذکور ایک راوی متکلم فیہ ہے

---

۱۶ – مختصر ابن کثیر ۲/۱۷۷

۱۷ – بحوالہ ابن کثیر ۲/۲۹۹ طبع مصر عیسی جلی و مختصر للرفاعی ۱/۱۴۲۴ بتحقیق الالبانی ۱۰۴، مسند احمد ۱۹۴/۴، شرح السنۃ ۳۴۶/۱۴ حدیث (۴۱۵۵) عن طریق عبد اللہ بن المبارک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس حدیث کی دو شاہد روایتیں طبرانی اوسط میں حضرت ابن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ جن کی بناء پر امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (۱۸)

اُس حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَیُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَبْعَثَ عَلَیْكُمْ عِقَاباً مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا یُسْتَجَابُ لَكُمْ ﴾ (۱۹)

”قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب نازل کردے پھر تم اسے پکارو گے پھر وہ تمہاری نہیں سنے گا۔“

مسند احمد کی ایک حدیث میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَاصِیْ فِیْ اُمَّتِیْ عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهٖ. ﴾

”جب میری امت میں گناہ عام ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان پر عذاب نازل کرے گا۔“

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

---

۱۸ – انظر مجمع الزوائد ۷/۲۶۶ و تعلیق الارناؤوط علی ریاض الصالحین ۱۰۴

۱۹ – بحواله ریاض الصالحین ص ۱۰۴ و مختصر ابن کثیر للرفاعی ۲/۱۷۷ صحیح ترمذی ، الفتن حدیث (۱۷۶۲) مسند احمد ۵/۳۸۸ ، شرح السنه ۱۴(۳۴۵ حدیث (۴۱۵۴)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ کے رسول ﷺ!

﴿اَمَا فِیْ هُمْ رِجَالٌ صَالِحُوْنَ؟﴾

''کیا اس وقت ان میں نیک لوگ نہیں ہوں گے؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''نیک لوگ بھی ہوں گے۔''

تو میں نے عرض کیا:

﴿كَيْفَ يَصْنَعُ اُولٰئِكَ؟﴾

''ان کا کیا ہوگا؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿يُصِيْبُهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ ثُمَّ يَصِيْرُوْنَ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللهِ وَ رِضْوَانٍ﴾ (۲۰)

''انہیں بھی وہ عذاب پہنچے گا جو دوسروں کو ہوگا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت و بخشش اور رضاء خوشنودی کی طرف پھیر دیئے جائیں گے۔''

صحیح بخاری و مسلم اور مسند احمد میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنھا نبی اکرم سے پوچھتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ:

﴿اَنُهْلِكُ وَفِيْنَا صَالِحُوْنَ؟﴾

''کیا ہم نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود ہم ہلاک ہو جائیں گے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

۲۰- مختصر ابن کثیر للرفاعی ۲/۱۷۷ مسند احمد ۶/۲۹۴، ۶/ ۳۰۴ بحوالہ الصحیحہ ۳/۳۶۰ حدیث (۱۳۷۲) صحیح الجامع (۶۸۰)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

(نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ)(۲۱)

''ہاں جب گناہ عام ہو جائیں گے۔''(تو نیک لوگوں کے باوجود ہلاکت عامہ واقع ہوگی)

ایک اشکال

یہاں ایک اشکال کی طرف بھی اشارہ کرتے جائیں۔ وہ یوں کہ سورہ مائدہ میں ارشاد الٰہی ہے

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ (۲۲)

''اے ایمان والو! تم پر تمہارے اپنے آپ کی اصلاح ضروری ہے اگر تم ہدایت پر رہے تو گمراہ ہونے والے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔''

قرآن کریم کی اس آیت کو اگر اس کے محدود سے مفہوم پر محمول کیا جائے تو شک گزرتا ہے کہ جب نیک و صالح لوگ اپنے آپ کو درست کیے رکھیں گے تو پھر انہیں دوسرے لوگوں کے گناہوں سے کیا؟

اشکال کا جواب

یہ شک و اشکال دراصل صرف اس بناء پر پیدا ہوتا ہے۔ جب اس آیت کو دیگر آیات اور احادیث کے ساتھ ملا کر نہ پڑھا جائے۔ اگر انہیں بھی ساتھ ملا لیا جائے تو بات کھل جاتی ہے۔ مثلاً سورہ تحریم میں ارشاد الٰہی ہے۔

(۳۳۴۶) مسلم مع نووی ۹/۱۸/۳/۴،

۲۲- بحوالہ ریاض الصالحین بتحقیق الارناؤوط ص ۱۰۳ بخاری مع الفتح حدیث

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾(۲۳)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو بھی آگ سے بچاؤ۔''

معلوم ہوا صرف اپنی ذات کو بچالینا ہی کافی نہیں بلکہ اہل وعیال کو بچانا بھی فرض ہے۔

اور بچانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ انہیں اچھائی کا حکم دیتے رہیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو پھر آپ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بری ہوں گے۔ جیسے کہ وہ اپنے باپ آزر کی بت سازی سے بری تھے کیونکہ انہوں نے امر بالمعروف اور نہی المنکر کا فریضہ ادا کر دیا تھا۔ اسی طرح ہی حضرت نوح علیہ السلام بھی بری ہو گئے تھے کیوں کہ انہوں نے بھی اپنے بیٹے کنعان کو ہر ممکن طریقہ سے سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود ان کی بیوی نافرمانی پر مصر رہی تو اللہ نے اسے مبتلائے عذاب کر دیا مگر حضرت لوط علیہ السلام ادائے فریضہ کے بعد بری الذمہ قرار دے دیئے گئے۔ اسی طرح آج بھی جو شخص اپنے آپ کو درست رکھنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو درست کرنے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے مگر وہ نہیں مانتے، تو پھر وہ شخص بری الذمہ ہے ورنہ نہیں۔

اشکال کا حل ایک صحیح حدیث سے

ابوداؤد، ترمذی ونسائی ومسند احمد اور ابن حبان میں ہے نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

۲۳- سورہ تحریم : ٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّکُمْ لَتَقْرَؤُوْنَ ھٰذِهِ الْآیَةَ : یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ.﴾

''اے لوگو! تم یہ آیت تو پڑھتے ہو (جس میں ارشاد الٰہی ہے) کہ اے ایمان والو! تم پر اپنے آپ کی اصلاح ضروری ہے کہ اگر تم راہ راست پر رہے تو گمراہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا ئیں گے۔''

یہ آیت پڑھنے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ یَأْخُذُوا عَلٰی یَدَیْهِ اَوْشَکَ اَنْ یَعُمَّھُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِنْه.﴾ (۲۴)

''میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب لوگ ظلم و برائی کو واقع ہوتے دیکھیں مگر ظالم کا ہاتھ پکڑ کر نہ روک دیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر عمومی عذاب مسلط کر دے۔''

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سمجھایا ہے کہ مذکورہ آیت کو محدود معنی میں اختیار کر کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جاؤ اور ''جو جہاں لگا ہے ٹھیک لگا ہے'' کہتے ہوئے نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی سے غافل نہ ہو جاؤ۔ ورنہ اللہ کے عمومی عذاب سے تم بھی نہ بچ پاؤ گے۔ جبکہ مسند احمد و طبرانی میں

﴿لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ.﴾ (۲۵)

۲۴-ریاض الصالحین. ۱۰۶ وصححه الالبانی فی المشکوۃ ۳/۱۴۲۲ حدیث نمبر ۵۱۴۲. الفتح الربانی ۱۸/۱۳۴، صحیح ابی داؤد (۳۶۴۴)، الملاحم صحیح الترمذی (۱۷۶۱) الفتن. مسند احمد ۱/۲،۱/۷۸۱، ابن ماجه (۴۰۰۵). موارد الظمآن. (ح۱۸۳۷)

۲۵-للتفصیل الفتح الربانی. ۱۸/۱۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ "مَنْ ضَلَّ" سے مراد مسلمان گمراہ نہیں بلکہ اہل کتاب مراد ہیں اور اس آیت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عدم وجوب کا مفہوم لینے پر نبی اکرم ﷺ ناراض ہوئے تھے۔

❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کو
ترک کرنے کا انجام

گزشتہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف دوسروں کی ہی خدمت نہیں بلکہ خود اپنی خدمت بھی ہے اور در حقیقت یہ مجموعی بہتری میں اپنی بہتری چاہنے کی دانش مندانہ حکمت عملی کا دوسرا نام ہے۔ اور اجتماعی فلاح و بہبود کا دارو مدار بھی اسی فریضہ کی ادائیگی پر ہے۔ اگر عالم انسانیت یا کسی قوم میں کوئی جماعت بھی اس فریضہ کو انجام دینے والی نہ ہو تو رفتہ رفتہ بدی کا شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور آخر وہ اخلاقی و روحانی اور مادی تباہی کے گڑھے میں ایسی گرتی ہے کہ ابھر نہیں سکتی۔

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود میں یوں بیان فرمایا ہے

﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

کو

ترک کرنے کا انجام

گذشتہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف دوسروں کی ہی خدمت نہیں بلکہ خود اپنی خدمت بھی ہے اور درحقیقت یہ مجموعی بہتری میں اپنی بہتری چاہنے کی دانش مندانہ حکمت عملی کا دوسرا نام ہے۔ اور اجتماعی فلاح و بہبود کا دارو مدار بھی اسی فریضہ کی ادائیگی پر ہے۔ اگر عالم انسانیت یا کسی قوم میں کوئی جماعت بھی اس فریضہ کو انجام دینے والی نہ ہو تو رفتہ رفتہ بدی کا شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور آخر وہ اخلاقی و روحانی اور مادی تباہی کے گڑھے میں ایسی گرتی ہے کہ ابھر نہیں سکتی۔

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود میں یوں بیان فرمایا ہے

﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

کو

ترک کرنے کا انجام

گزشتہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف دوسروں کی ہی خدمت نہیں بلکہ خود اپنی خدمت بھی ہے اور درحقیقت یہ مجموعی بہتری میں اپنی بہتری چاہنے کی دانش مندانہ حکمت عملی کا دوسرا نام ہے۔ اور اجتماعی فلاح و بہبود کا دارو مدار بھی اسی فریضہ کی ادائیگی پر ہے۔ اگر عالم انسانیت یا کسی قوم میں کوئی جماعت بھی اس فریضہ کو انجام دینے والی نہ ہو تو رفتہ رفتہ بدی کا شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور آخر وہ اخلاقی وروحانی اور مادی تباہی کے گڑھے میں ایسی گرتی ہے کہ ابھر نہیں سکتی۔

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود میں یوں بیان فرمایا ہے

﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ.﴾ (۲٦)

''پس کیوں نہ تم سے پہلے کی قوموں میں (جن پر عذاب نازل ہوئے) ایسے نیکو کار لوگ اٹھے جو انہیں زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے ؟ ایسے لوگ بہت تھوڑے تھے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا ورنہ سارے ہی مجرم و ظالم لوگ ان لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جن کے سامان انہیں عطا کیے تھے اور وہ بڑے خطا کار تھے اور تیرا رب ظالم نہیں کہ بستیوں کو یونہی ہلاک کر دے حالانکہ ان کے باشندے اصلاح کرنے والے (نیکوکار) ہوں۔''

بنی اسرائیل کے مبتلائے لعنت ہونے کی وجہ

ایک دوسری جگہ سورہ مائدہ میں بنی اسرائیل کے مبتلائے لعنت ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ذَالِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ . كَانُوْا لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ﴾ (۲۷)

''بنی اسرائیل میں سے کفر کرنے والے لوگوں پر حضرت داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی تھی یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ جاتے تھے وہ ایک دوسرے کو ان بری باتوں سے نہیں روکتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے اور بہت ہی بری بات تھی جو وہ کرتے تھے۔''

۲٦-سورۃ ھود: ۱۱٦-۱۱۷۔
۲۷-سورۃ مائدہ: ۷۸-۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی تفسیر میں امام ابوداؤد وترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم وطبرانی رحمہم اللہ نے جو احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں معمولی کمی بیشی کے ساتھ اس لعنت کا جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے دلوں سے برائی کی نفرت دور ہوگئی تھی اور وہ جھوٹی رواداری پیدا ہوگئی تھی جو برائی کو برداشت کرتے کرتے برائی میں مبتلا ہو جانے پر انسان کو آمادہ کر دیتی ہے۔

بنی اسرائیل میں سب سے پہلا نقص

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَ دَعْ تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ. ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ عَلَى حَالِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ أَكِيْلَهُ وَ شَرِيْبَهُ وَ قَعِيْدَهُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذَالِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ.﴾

''بنی اسرائیل میں جو پہلا نقص پیدا ہوا وہ یہ تھا جب ان میں سے ایک آدمی کسی دوسرے شخص کو ملتا تو کہتا اے شخص اللہ تعالی سے ڈر اور یہ فعل چھوڑ دے جو تو کرتا ہے کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے۔ پھر اگلے دن جب اس سے ملتا اور وہ اسی حالت میں ہوتا تو وہ اسے منع نہ کرتا بلکہ خود بھی اسی کا ہم نوالہ وہم پیالہ اور ہم نشین بن جانے سے اسے کوئی چیز نہ روکتی تھی اور جب انہوں نے یہ رویہ اپنا لیا (اور ان کے ضمیر مردہ ہو گئے) تو اللہ تعالی نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے پر مار دیا یعنی ان پر ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی برائی کا اثر پڑ گیا۔"

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سورہ مائدہ کی مذکورہ آیات سمیت چار آیات 78 تا 81 تلاوت فرمائیں......اور پھر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا

﴿كَلَّا وَاللهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّه عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ.﴾ (۲۸)

"تم ایسا ہرگز نہ کرنا، اللہ کی قسم تم ضرور نیکی کا حکم کرتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا، تم ظالم و بدکار کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کی طرف موڑ دو۔ اور برائی سے پوری طرح روک دو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی ایک دوسرے سے مار دے گا (یعنی متاثر کر دے گا) پھر تم پر بھی اسی طرح لعنت کر دے گا جس طرح اس نے بنی اسرائیل پر لعنت کی تھی۔"

بنی اسرائیل کی اسی مثال پر پوری دنیا کو بھی قیاس کر لینا اور یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ تمام عالم انسانی کی فلاح اسی فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی پر منحصر ہے۔ اور یہ فریضہ درحقیقت نظام انسانی کو فساد سے محفوظ رکھنے اور دنیا میں امن قائم کرنے کی بہترین تدبیر اور ناگزیر خدمت ہے۔ دنیا کو شریف انسانوں کی بستی بنانے اور دنیا والوں کو حیوانیت کے درجہ سے انسانیت کاملہ کے اعلیٰ درجہ تک

۲۸-اللفظ لابی داؤد ، ریاض الصالحین .۱۰۵. مختصر ابن کثیر للرفاعی ۱/۵۵۳. ۵۵۴ قال الارناؤوط فی تعلیقه علی ریاض الصالحین فی سنده انقطاع لکن فی الباب عن ابی موسی عند الطبرانی قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۷/۲۶۹ و رجاله صحیح وضعفه الالبانی مشکوة ۳/۴۲۵ سنن ابی داؤد حدیث(۴۳۳۶)، ۴۳۳۷) ابن ماجه (۴۰۰۶) ولکن عنه ابی عبیده ، مسند احمد ۱/۳۹۱ ضعیف الترمذی (۵۸۲) ص ۳۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچانے کے لئے یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ایک بین الاقوامی جماعت کے سپرد کی ہے جسے

﴿كُنتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤمِنُوْنَ بِاللهِ﴾ (۲۹)

"(مسلمانو!) دینا میں بہترین امت تم ہی ہو جسے لوگوں کی ہدایت اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

کے الفاظ سے سورہ آل عمران میں متعارف کروایا ہے۔ اور اسی سورت میں

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۳۰)

"تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔"

کے الفاظ میں اسی بین الاقوامی جماعت کے وجود کی شدید ضرورت بیان فرمائی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرق

اللہ تعالیٰ نے عالمگیر انسانی خدمت کا جو فریضہ بین الاقوامی جماعت یا امت اسلامیہ کے سپرد کیا ہے اس کے دو اجزاء ہیں۔ پہلا امر بالمعروف اور دوسرا نہی عن المنکر اور دونوں کا مقصود و مدعا اگرچہ ایک ہی ہے کہ آدمی کو انسان بنایا جائے لیکن ان

۲۹- سورہ آل عمران : ۱۱۰
۳۰- سورہ آل عمران : ۱۰۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں کے مدارج مختلف ہیں۔ آدمی کو حیوانیت کے درجہ سے نکال کر انسانیت کی سطح پر لانا اور اسے انسانی سوسائٹی کا ایک غیر مفید اور نقصان دہ رکن بننے سے روکنا نہی عن المنکر سے تعلق رکھتا ہے جبکہ اسے انسانیت کی سطح سے اٹھا کر انسانیت کاملہ کے درجہ تک لے جانا اور اسے سوسائٹی کا مفید و معزز رکن بنانا امر بالمعروف سے متعلق ہے۔ اسلام نیکی وتقویٰ کی دعوت اور پوری دنیا کے لیے قانون الٰہی ہونے کی دونوں حیثیتوں کا حامل ہے۔ اور دعوت کا منشاء یہ ہے کہ انسان ان ذمہ داریوں کو پورا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر بھیجتے وقت اس پر عائد کی تھیں۔ قانون کا منشاء یہ ہے کہ انسان اگر ان ذمہ داریوں کو پورا نہ کرے تو کم از کم فساد و خونریزی تو نہ کرنے لگے۔ جس کا طعنہ اس کی تخلیق کے وقت فرشتوں نے دیا تھا یعنی اگر وہ نیکی وتقویٰ سے دنیا کو روشن نہ کر سکے تو پھر بدی و شر سے اس کے امن وسکون کو تو غارت نہ کرتا پھرے۔ پہلی چیز باطن کی روشنی اور طبیعت کی صلاحیت پر منحصر ہے جو ظاہر ہے کہ مرے کوٹے سے پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن دوسری چیز حدود کی تعین اور نگہداشت سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کا پاس ولحاظ کرنے پر اس کی سرکش طبیعت کو صرف وعظ وتلقین ہی سے آمادہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ بعض حالات میں اسے مجبور کرنے کے لئے قوت کا استعمال بھی ضروری ہوتا ہے۔

نہی عن المنکر کا طریقہ

اسلام نے غیر مسلم دنیا کو معروف کی تلقین کرنے کے لئے صرف دعوت وتبلیغ کا طریقہ ہی بتایا ہے لیکن منکر سے روکنے کے لئے اس کی قید نہیں رکھی گئی بلکہ اس کی مختلف انواع کے لئے مختلف طریقے تجویز کئے ہیں۔ مثلاً قلب و ذہن کی گندگی اور خیال ورائے کی ناپاکی بھی منکرات میں سے ہی ہے۔ مگر اعتقادی و باطنی منکرات یا قلب وفکر کی برائیوں کو وعظ و تلقین سے ہی دور کرنے کی ہدایت کی ہے۔ مثلاً سورۃ نحل میں ارشاد الٰہی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ (۳۱)

''(اے میرے نبی ﷺ) اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت و دانائی اور عمدہ نصیحت کے ذریعے دعوت دیں اور لوگوں سے ایسے طریقہ کے ساتھ بحث و گفتگو کریں جو بہترین ہو (یعنی اس میں سختی اور درشتی نہ ہو۔)''

اور سورۂ عنکبوت میں اہل کتاب کو دعوت اسلام دینے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا

﴿وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ﴾ (۳۲)

''اور اہل کتاب سے بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ سے جو عمدہ و بہترین ہو سوائے ان لوگوں کو جو ان میں سے ظالم و بدکار ہوں۔''

یعنی جو لوگ ظلم کا رویہ اختیار کریں ان کے ساتھ ان کے ظلم کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر وقت ہر حال میں اور ہر طرح کے لوگوں کے مقابلہ میں نرم و شیریں ہی نہ بنے رہنا چاہیے۔ کہ دنیا داعی حق کی شرافت کو کمزوری سمجھ بیٹھے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو شائستگی و شرافت اور معقولیت تو ضرور سکھلاتا ہے۔ مگر ایسی عاجزی و مسکینی کا سبق نہیں دیتا۔ کہ وہ ہر ظالم کے لئے نرم چارہ بن کر رہیں کہ وہ جب چاہے نگل جائے۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف جانے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں جو ہدایت فرمائی تھی۔ وہ سورہ طٰہٰ میں یوں مذکور ہے۔

۳۱- سورہ نحل. ۱۲۵
۳۲- سورہ عنکبوت: ۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَقُوْلاَ لَهٗ قَوْلاً لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ (۳۳)

''پس اس سے نرم گفتگو کرنا شاید کہ وہ نصیحت پکڑ لے اور اللہ سے ڈر جائے۔''

عملی منکرات کو روکنے کا طریقہ

یہ تو قلب و ذہن اور فکر و خیال سے تعلق رکھنے والے اعتقادی منکرات کو دور کرنے کا طریقہ وعظ و تلقین بتایا ہے لیکن جہاں تک فعل و عمل کی منکرات یا برائیوں کا تعلق ہے تو انہیں طاقت وقوت کے زور سے روکنے کا حکم دیا اور ہدایت فرمائی گئی ہے اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات واحکام بھی چونکہ قرآنی احکام کی تفسیر اور واجب الاتباع ہوتے ہیں۔ لہٰذا آیئے دیکھیں اور نبی اکرم ﷺ نے عملی منکرات یا فعل و عمل کی برائیوں کو روکنے کا کیا طریقہ تجویز فرمایا ہے۔

اس سلسلہ میں ابوداؤد و ترمذی، ابن ماجہ و طبرانی اور ابن ابی حاتم کے حوالہ سے ایک حدیث ذکر کی گئی ہے۔ جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے

﴿كَلَّا وَاللهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لَتَأْخُذُنَّ عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطِرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا﴾ (۳۴)

''(بنی اسرائیل کی طرح تم) ہرگز نہ ہو جانا بلکہ تم ضرور ہی نیکی کا حکم کرتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا تم ضرور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو، اسے حق کی طرف موڑ دو، اور برائی سے پوری طرح بند کر دو۔''

اسی طرح صحیح مسلم ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

۳۳– سورة طٰه : ۴۴

۳۴– سبق التخريج تقريبا، انظر تخريج نمبر ۳۵۸ ص ۱۷۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ.﴾(۳۵)

''تم میں سے جو کوئی منکر یعنی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدل دے اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو وہ کم از کم اپنے دل سے ہی (اس کام کو برا سمجھے) یہ ایمان کا سب سے کمتر درجہ ہے۔''

اس حدیث شریف میں '' مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا'' ہے یعنی جو بھی برائی دیکھے تو گویا یہ حکم تمام افراد امت اسلامیہ کے لیے عام ہے۔ یہ نہیں کہ صرف علماء ہی اس فریضہ کے پابند ہیں بلکہ ہم سب پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ برائی کو ہر ممکن طریقہ سے روکیں۔

کسی ضعیف ایمان والے کے لئے اگر ہاتھ یا زبان سے روکنا ممکن نہ ہو تو دل سے ہی اس برائی کو برا سمجھے اگر ایمان میں کچھ دم ہے تو اسی پر کفایت نہ کریں بلکہ باقاعدہ زبان و قلم سے اس برائی کو روکیں۔ اگر کوئی شخص مومن کامل ہے تو اس کے لئے نبی اکرم ﷺ نے نہی عن المنکر کا جو طریقہ بتایا ہے وہ صرف زبان و قلم کے ساتھ تبلیغ کرنا ہی نہیں بلکہ حسب ضرورت و موقع قوت بازو سے اسے روکنا ہے۔ لہذا اگر امت اسلامیہ میں اتنی قوت ہو کہ تمام دنیا کو منکر سے پاک کر کے قانون عدل کا مطیع بنا دے، تو اسے قوت کا استعمال کر کے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا لازم ہے لیکن اگر اتنی قوت نہ ہو تو پھر جس حد تک ممکن ہو اسی قدر خدمت انجام دے۔ تکمیل مدعا کے

۳۵-مختصر صحیح مسلم للالبانی ۱۶۔ وتحقیق ریاض الصالحین لارناؤوط ۱۰۰، ۱۰۱ صحیح ابی داؤد حدیث (۱۰۰۹، ۳۶۴۷) : صحیح ترمذی (۱۷۶۴) الفتن، صحیح نسائی (۳۵، ۳۴۳۶) ابن ماجہ (۱۲۷۵) مسند احمد بحوالہ صحیح الجامع (۶۲۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے قوت جمع کرنے پر کوشاں رہے کیونکہ مذکورہ احادیث میں جو" فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ" کا جملہ استعمال ہوا ہے۔ اس میں ہاتھ سے مراد محض جسم انسانی کا ہاتھ نہیں بلکہ قوت کے معنی میں ہیں۔ اس میں ہاتھ پکڑ کر روکنے سے مراد دراصل یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ وہ بدی و شرارت کا ارتکاب ہی نہ کر سکے اور نہی عن المنکر کا حقیقی مفہوم بھی یہی ہے۔

لیکن افسوس کہ آج امت اسلامیہ کے کثیر افراد ایسے ضعف و وہن یا کمزوری و بیچارگی میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ اصلاح عالم کے خواب دیکھنا تو دور کی بات ہے۔ ان سے تو اصلاح خانہ کا دامن بھی چھوٹا جاتا ہے۔ بہر حال یہ مسلمانوں کا قصور تو شمار کیا جا سکتا ہے مگر اس سے اسلام کی تعلیمات، ان کی صداقت وحقانیت اور ان کی اصلاح پر تو ہرگز کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ (۳۶)

گردو پیش کی اصلاح

اگر نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ "نہی عن المنکر" پر عمل کیا جائے تو اصلاح عالم کی باری تو آتے ہی آئے گی۔ کم از کم اپنے گردو پیش اور معاشرہ کی اصلاح تو کی جائے۔ کسی کو برائی میں مبتلا دیکھیں تو کہیں بھی یہ کام جائز نہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس سے منع کیا ہے ہم مسلمانوں پر اطاعت الٰہی اور اتباع رسول ﷺ واجب ہیں اگر حکمت و دانائی اور بااخلاق طریقہ سے اس فریضہ کو ادا کیا جائے تو سامنے والا ناراض تو کجا، مشکور وممنون ہوتا ہے۔ اس طرح برائی ختم بھی ہوئی اور ثواب بھی ملا، ہاں اگر کسی نے دانشمندانہ حکمتِ عملی سے کام نہ لیا اور مذکورہ شخص کو کسی ناجائز کام سے روکنے کے لئے ایسا درشت لہجہ اور ناروا طریقہ استعمال کیا جیسے کسی کو لاٹھی ماردی جاتی ہے تو سامنے والا ماننے کی بجائے لازم بگڑے گا اور اس غلطی

۳۶- وانظر للتفصيل الجهاد فی الاسلام ۹۹ تا ۱۰۴ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اصلاح کرنے کے بجائے اس پر بضد ہو جائے گا۔ اس کے لیے پہلے معمولی امور پر توجہ دیں۔

ایک مثال

آپ کسی ہوٹل پر بیٹھے ہیں۔ ٹھنڈے مشروبات یا چائے کا دور چل رہا ہے۔ آپ کا کوئی دوست یا عزیز بائیں ہاتھ میں گلاس یا کپ لیے کچھ پی رہا ہے تو آپ اسے اچھے طریقہ سے دائیں ہاتھ سے پینا یاد دلا دیتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ہمیں یہی حکم اور یہی سنت ہے۔ حکمت و دانائی سے یہ بات بھی ان سب ساتھیوں کے کانوں تک پہنچا دیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ''كُلْ بِيَمِيْنِكَ'' فرما کر یہ حکم دے رکھا ہے۔ کہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔

صحیح مسلم، ابوداؤد و ترمذی، موطا امام مالک اور مسند احمد میں مروی بعض اور دیگر ارشادات میں ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ'' کے ساتھ ''دائیں ہاتھ سے پیو'' کا ذکر بھی آیا ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا ارشاد نبوی ﷺ

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَ يَشْرِبُ بِشِمَالِهِ﴾

(۳۷)

''بے شک شیطان بائیں سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔''

کی رو سے ''شیطانی فعل'' قرار پاتا ہے۔ اس طرح یقیناً ان احباب کی اصلاح ہو جائے گی، ثواب ملے گا۔ اور یہ بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شامل ہے۔ ان

۳۷-مسند احمد ۲/۸،۳۳،۸۰. مسلم مع نووی ۷/۱۳/۱۹۱، صحیح ابی داؤد حدیث (۳۲۰۹) صحیح الترمذی حدیث (۱۸۷۰) ابن ماجه (۳۲۶۶) الصحیحه (۱۲۳۶) مسلم = اشربه، ۱۰۴. ۱۰۶. ابو داود =اطعمه: ۱۵، ترمذی اطعمه، ۹ مؤطا امام مالک= صفة النبی ۶. صحیح الجامع (۷۵۷۹) المعجم المفهرس لالفاظ الحدیث الشریف ۱/۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے چھوٹے امور کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے منکرات، جوابازی، سود خوری، شراب نوشی یا دیگر نشہ آور اشیاء کے استعمال اور زنا کاری وغیرہ کے سلسلہ میں بھی یہی طرز عمل اختیار کریں تو بآسانی اپنے معاشرہ کی اصلاح کرنے میں آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ اور افراد معاشرہ میں ایمانی محبت اور اسلامی اخوت و بھائی چارے کا ماحول پیدا ہوگا اور پھر آگے بھی قدم بڑھایا جا سکتا ہے جس کا مطالبہ "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" میں کہا گیا ہے۔

اصلاح خانہ کا دامن بھی چھوٹا جائے ہے

ہمارے جملہ "اصلاح خانہ کا دامن بھی چھوٹا جائے ہے" اس سے ہمارا اصل مقصود اس تلخ حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ آج قرآن کریم میں مذکورہ احکام پردہ کو پس پشت ڈال کر اور سورۃ احزاب میں وارد خاص ارشاد الٰہی

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾(۳۸)

"کہ اپنے گھروں میں (آبرومندانہ طریقہ سے) ٹکی رہو اور جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار (غیر مردوں کو) نہ دکھاتی پھرو۔"

اس حکم ربانی کو طاق نسیان پر رکھ کر ایک عورت سوشل ورکر بنی پھرے اور "ہم بھی کسی سے کم نہیں" کے باطنی زعم میں مرد وزن کی مخلوط تقریبات، برتھ ڈے پارٹیوں، کرسمس کے جشنوں اور سال نو کے ہنگامہ بدوش پروگراموں میں شرکت کرتی پھرتی ہے۔ سر کے بالوں کی مردانہ تراش خراش کے ساتھ ننگے سر اور نیم عریاں لباس پہنے بازاروں میں گھومتی پھرتی ہے۔ کلچر یا ثقافت جیسے بارعب نام کے سہارے غیر مردوں کی بانہوں میں بانہیں ڈالے بھری محفل میں رقص یا ڈانس کرتی ہے۔ کیا یہ امور

۳۸- سورہ احزاب : ۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منکرات نہیں؟ کیا کوئی بھی صاحب عقل وفہم مسلمان ان افعال کو حسنات کہہ سکتا ہے؟ یا جائز قرار دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ایسے کردار والی عورتوں کے سرپرست نہیں ہوتے؟ کیا غیر شادی شدہ ہونے تک والدین، بڑے اور چھوٹے بھائی نہیں ہوتے؟ کیا شادی شدہ ایسی خواتین کے شوہر نہیں ہوتے؟ کیوں نہیں، ہوتے ہیں مگر خود ان کے دماغوں پر بھی تہذیب مغرب ایسا رنگ جمائے ہوتی ہے اور شیطان کا ایسا تسلط ہوتا ہے کہ ان کی آنکھوں میں سیاہ وسفید اور نیک و بد کی تمیز ہی نہیں رہ گئی ہوتی۔ ان افعال منکرات میں وہ خود نہ صرف یہ کہ ساتھ ہوتے ہیں بلکہ ہر ممکن تعاون وحوصلہ افزائی اور ہمت بندھائی کرتے ہیں۔ ایسے روشن خیال بھائیوں اور شوہروں کی طرح ہی ایسے والدین کی کوئی کمی نہیں جو اپنی اولاد، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو قطعاً غیر شرعی، غیر اسلامی اور ناجائز افعال کا ارتکاب کرتے دیکھ کر صرف خاموش ہی نہیں رہتے بلکہ دوسرے لوگوں میں بڑے فخریہ انداز میں کہتے پھرتے ہیں:

''اجی نئی روشنی ہے، آزاد خیال ہیں'' اور پھر ساتھ ہی ان کے کرتوتوں کو کارناموں کا رنگ دے کر بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ''یہ ہماری بڑی بیٹی ہے، بڑی شریر ہے مگر ہارمونیم یا پیانو بجانے میں تو اس کا جواب نہیں۔ یہ ہمارے منجھلے صاحبزادے ہیں، ویری نوٹی سن (Very Naughty Son) ڈسکو ڈانس یا فلاں کام کے تو یہ ماسٹر ہیں'' اور اسے کسی ایسے فن میں ماسٹر ہونے کی ڈگری تھمائیں گے جسے اسلامی تعلیمات اور مسلم معاشرے سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو اور جن صاحب سے ان بچوں کا تعارف کروایا جاتا ہے وہ اب تک تو ہنس رہے تھے مگر اب ان کی باری آگئی تو انہوں نے بھی مسکراتے ہوئے اپنے بچوں کا جو تعارف کروایا وہ ایسا کہ اگر پہلے والوں سے چار قدم آگے نہیں تو بہر حال کچھ پیچھے بھی نہیں۔ ایسے والدین کے ان کلمات اور اس طرح کے حوصلہ افزا رویہ سے اولاد کی ہمتیں اور بڑھ جاتی ہیں اور بالآخر ایک ایسی سٹیج بھی آجاتی ہے کہ اب اگر انہیں یہ روکنا بھی چاہیں تو وہ نہیں رکتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ ''من شب علی شیء شاب'' جو کچھ بچپن میں کوئی سیکھتا ہے وہی جوانی میں اس کا فعل ہوتا ہے۔ جیسے آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بچپن میں جو بری عادات بچوں کے کورے اور نارسا ذہن میں نقش ہو جائیں وہ بمشکل ہی دور ہوتی ہیں۔ بچپن کے بگڑے ہوئے جوانی میں کم ہی سنورتے سدھرتے ہیں۔ ویسے بھی تربیت کا زمانہ تخریب میں گزارنے کے بعد کسی کی غیرت اسلامی اور حمیت دین جاگی بھی تو کیا حاصل؟ سانپ نکل جائے تو لکیر پیٹنے سے فائدہ ہی کیا؟

اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

انہی امور کے پیش نظر بے ساختہ یہ بات آ گئی تھی کہ امت اسلامیہ کے افراد کی ذمہ داری تو اصلاح عالم ہے مگر اصلاح عالم اور اصلاح معاشرہ تو کہاں؟ آج تو اصلاح خانہ کا دامن بھی ہاتھوں سے چھوٹا جائے ہے۔ ان بظاہر مایوس کن حالات کے باوجود بھی ہمیں کوئی مایوسی نہیں کیونکہ اسلامی تعلیمات کے سحر انگیز اثرات اور افراد امت اسلامیہ کی اثر پذیری بہر حال اپنی جگہ حقیقت ہے۔ افراد امت کی زرخیز زمین کو حکمت عملی کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے آب حیات سے صرف نمناک کرنے کی ضرورت ہے۔ شاعر مشرق نے اسی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

نہیں نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عملی منکرات کے لئے قرآنی تعبیر

فتنہ وفساد

قلب و ذہن اور فکر و رائے سے تعلق رکھنے والے منکرات کو وعظ و تلقین کے ذریعے مٹانے اور فعل و عمل سے تعلق رکھنے والی برائیوں کو طاقت وقوت کے ذریعے روکنے کی اسلام نے ہدایت کی اور حکم دیا ہے۔ اس دوسری قسم کی منکرات کو پہلی قسم سے ممتاز اور واضح کرنے کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے فتنہ وفساد کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن کریم کی جن آیات میں منکر کے خلاف قتال و جہاد کی اجازت ہے یا اس کی ضرورت ظاہر فرمائی گئی ہے۔ یا بزور شمشیر مٹانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان تمام آیات میں آپ کو منکر کی بجائے فتنہ اور فساد کے الفاظ ہی ملیں گے۔ مثلاً

فتنہ

سورۃ بقرہ اور سورہ انفال میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ (۳۹)

''ان سے قتال و جہاد کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔''

سورہ نساء میں فرمایا۔

۴۰۔ سورہ بقرہ : ۱۹۳ ، سورہ انفال : ۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا﴾ (۴۰)

''جب کبھی فتنہ کی طرف واپس جاتے ہیں۔تو خود بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔''

سورہ انفال میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿اِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ﴾ (۴۱)

''اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد کبیر برپا ہوگا۔''

سورۃ بقرہ میں ارشاد تعالیٰ ہے۔

﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (۴۲)

''اور فتنہ قتل سے بھی برا ہے۔''

سورۃ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ﴾ (۴۳)

''اس سے پہلے انہوں نے فتنہ پھیلانا چاہا تھا۔''

یہ تو فتنہ کے لفظ والی آیات ہیں۔

فساد

جبکہ سورۃ بقرہ میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ﴾ (۴۴)

۴۰- سورہ نساء : ۹۱
۴۱- سورہ انفال : ۷۳
۴۲- سورۃ بقرہ : ۱۹۱
۴۳- سورہ توبہ : ۴۸
۴۴- سورہ بقرہ : ۲۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا تو زمین فساد سے بھر جاتی۔''

اور سورہ مائدہ میں فرمایا:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (۴۵)

''جو کوئی شخص کسی کو قتل کرے بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا زمین میں فساد پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔''

دونوں ہی آیتوں میں ان منکرات کو ''فساد'' کا نام دیا ہے۔ یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ منکر کی اسی دوسری قسم یعنی فعل و عمل کے منکرات کو ان تمام آیات میں فتنہ اور فساد کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام منکرات میں سے فتنہ و فساد ہی ایک ایسی چیز ہے جس کا استیصال و بیخ کنی تلوار کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

فتنہ سے کیا مراد ہے؟

قرآن کریم کے متعدد مقامات پر فتنہ سے ہر وہ چیز مراد لی گئی ہے جو انسان کو آزمائش و امتحان میں ڈالنے والی ہو۔ مثلاً سورہ انفال میں مال و دولت اور اہل و عیال کو فتنہ کہا گیا ہے

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (۴۶)

''اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقت میں سامان آزمائش ہیں۔''

اور سورۂ توبہ میں انقلابات زمانہ اور نیرنگی تاریخ کو بھی فتنہ کہا ہے۔

﴿اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ

۴۵- سورہ مائدہ : ۳۲

۴۶- سورۃ انفال : ۲۸

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَرَّتَيْنِ﴾(۴۷)

''کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ یہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔''

اور سورہ انبیاء میں مصیبت وراحت یا اچھے اور برے حالات کو فتنہ کہا گیا ہے۔

﴿وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾(۴۸)

''اور ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں''

اور سورہ توبہ ہی میں کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کو بھی فتنہ کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بھی قوت برداشت کا سخت امتحان ہوتا ہے۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ﴾(۴۹)

''اور ان میں سے جو کہتا ہے کہ مجھے رخصت دے دیجئے اور مجھ کو فتنے میں نہ ڈالیے۔''

ان مثالوں سے واضح ہو گیا کہ فتنہ کا اصل معنی امتحان وآزمائش ہے۔ خواہ وہ فائدے اور محبوب چیزوں کی بخشش سے ہوں یا نقصان ومصائب اور ایذا رسانی کے ذریعے یہ آزمائش وامتحان اگر اللہ کی طرف سے ہو تو یہ برحق ہے کیونکہ وہ خالق ہے اور بندوں کا امتحان لینے کا حق رکھتا ہے لیکن اگر یہی آزمائش کسی انسان کی طرف سے ہو تو یہ ظلم ہے کیونکہ جب اللہ کسی کو امتحان میں ڈالتا ہے تو وہ اپنے بندے کو بلند درجات عطا کرتا ہے مگر جب انسان کسی دوسرے انسان کو فتنہ میں ڈالتا ہے تو اس کی غرض محض یہ ہوتی ہے کہ اس کی آزادی ضمیر سلب کر لے، اس کو اپنی بندگی پر مجبور کرے اور اسے اخلاقی وروحانی پستی میں مبتلا کر دے۔

۴۷- سورہ توبہ : ۱۲۶

۴۸- سورہ الانبیاء : ۳۵

۴۹- سورہ توبہ : ۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کا دوسرے انسانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا اور ان کی چھ قسمیں

قرآن کریم میں انسانوں کی طرف سے دوسرے انسانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے کی جو تفصیلات دی گئی ہیں ان کی چھ قسمیں بنائی جا سکتی ہیں۔

اولاً

کمزوروں پر ظلم کرنا، ان کے جائز حقوق سلب کر لینا، ان کے گھر بار چھین لینا، اور انہیں تکلیف پہنچانا فتنہ ہے۔

جیسا کہ سورہ نحل میں ہے:

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَ صَبَرُوْا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۵۰)

"پھر تیرا رب ان لوگوں کے لئے جو فتنہ میں ڈالے (یعنی خوب ستائے) جانے کے بعد اپنے گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر گئے پھر حق کی خاطر

۵۰- سورۃ نحل : ۱۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاد کیا اور راہ حق میں صابر و ثابت قدم رہے ان کے لئے تیرا رب یقیناً بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے ساتھ اہل مکہ نے جو سلوک کیا۔ ان پر جس طرح ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ ان کے جائز حقوق سلب کئے گئے۔ انہیں اپنی ذاتی املاک سے اور گھر بار سے بے دخل کیا گیا۔ ان تمام مصائب و شدائد کو اللہ نے اس آیت میں فتنوا سے تعبیر فرمایا ہے۔ کہ وہ فتنہ میں مبتلا کئے گئے تھے۔

اور سورہ بقرہ میں حرمت والے مہینوں کے دوران جنگ کی ممانعت ذکر کی ہے۔ اور اسے مسجد حرام کی حق تلفی قرار دیا اور ساتھ ہی فرمایا۔

﴿وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (۵۱)

''کہ حرم کے باشندوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی برا ہے اور (یہ) فتنہ قتل سے زیادہ بری چیز ہے۔''

ثانیاً

یہ کہ جبر و استبداد کے ساتھ حق کو دبانے اور لوگوں کو قبول حق سے روکنے کو بھی فتنہ کہا گیا ہے۔

جیسا کہ سورہ یونس میں ہے:

﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ﴾ (۵۲)

''پس موسیٰ پر ان کی قوم میں سے کوئی ایمان نہ لایا سوائے نوجوانوں کی ایک قلیل جماعت کے کیونکہ انہیں فرعون اور اپنے سرداران

۵۱- سورہ بقرہ: ۲۱۷
۵۲- سورہ یونس: ۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم سے خوف تھا۔ کہ انہیں فتنہ میں مبتلا کر دیں گے۔"

یہاں فرعون اور اس کے حواری وخوشامدی سرداروں کے جبر واستبداد کے ساتھ حق کو دبانے اور اپنے اثر ونفوذ اور ظالمانہ کارروایوں سے لوگوں کو قبول حق سے روکنے کو بھی فتنہ ہی کہا ہے۔

ثالثاً

لوگوں کو اللہ کی راہ (دین اسلام) سے روکنے کو بھی فتنہ کا ہی نام دیا گیا ہے۔

جیسا کہ سورہ انفال میں فرمایا ہے

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ.﴾ (۵۳)

"کفار اپنے اموال اللہ کی راہ (لوگوں کو) روکنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے آخر کار یہ کوششیں ان کے لیے حسرت و پچھتاوے کا سبب بنیں گی پھر وہ مغلوب ہوں گے اور وہ لوگ جو کافر ہوئے جہنم کی طرف گھیرے لائے جائیں گے۔"

اور کفار کا مزید ذکر کرنے کے بعد ان کے اسی فعل "صد عن سبیل اللہ" کو فتنہ قرار دیتے ہوئے ان سے قتال و جہاد کا حکم فرمایا۔

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (۵۴)

"ان کافروں سے قتال و جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔"

۵۳- سورۃ انفال : ۳۶

۵۴- سورہ انفال : ۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رابعاً

دین حق کو قبول کر کے راہ راست پر آنے والے لوگوں کو گمراہ کرنا اور حق کے خلاف دھوکہ وفریب کرنے لالچ وطمع دینے اور جبر واکراہ کی کوششیں کرنا۔

جیسا کہ سورہ اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔

﴿ وَ اِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَہٗ وَ اِذًا لَّا تَّخَذُوْکَ خَلِیْلًا﴾ (۵۵)

''اور انہوں نے ارادہ کر لیا تھا آپ کو (طمع واکراہ کے ذریعے) اس وحی سے فتنہ میں مبتلا کر دیں (یعنی پھیر نہ دیں) جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے تاکہ آپ اسے چھوڑ کر ہم پر افتراء باندھنے لگتے۔''

اور ایسے ہی سورۃ مائدہ میں فرمایا۔

﴿وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ﴾ (۵۶)

''اور ان سے ہوشیار رہیں کہ کہیں آپ کو (فریب دے کر) ان احکام سے فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں (یعنی پھیر نہ دیں) جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائے ہیں۔''

ابن کثیر اور تفسیر کبیر رازی میں مذکور ہے کہ یہ آیات یہودی قوم کے اشراف وعلماء کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے نبی اکرم ﷺ کو فریب دینے اور بہکانے کی کوشش کی تھی تو یہ آیت اتری اور آپ ﷺ کو ثابت قدم

۵۵ – سورہ بنی اسرائیل: ۷۳
۵۶ – سورۃ مائدہ: ۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہنے کی ہدایت کی گئی۔ (۵۷)

خامساً

غیر حق کے لیے جنگ کرنا ناجائز اغراض و مقاصد کے لئے قتل وخونریزی اور جتھہ بندی کرنا بھی فتنہ شمار کیا گیا ہے۔

جیسا کہ غزوہ احزاب کے بارے میں سورہ احزاب میں منافقین کا رویہ بیان کرنا بھی فتنہ شمار کیا گیا ہے۔

﴿ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَا اِلَّا يَسِيْرًا ﴾ (۵۸)

''اگر (مدینہ کے) اطراف سے (دشمنوں کا) داخلہ ہو جاتا اور پھر ان سے اس فتنہ میں شریک ہونے کو کہا جاتا تو یہ اس میں کود پڑتے اور ذرہ تامل نہ کرتے۔''

اور سورہ نساء میں ان منافقین میں سے ہی ایک گروہ کے بارے میں فرمایا۔

﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْآ اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا﴾ (۵۹)

''تم کچھ دوسرے لوگ ایسے پاؤ گے۔ جو (بیک وقت) تم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی مگر جب وہ فتنہ کہ طرف پھیر دیئے جاتے ہیں تو اس میں اوندھے منہ گر جاتے ہیں (یعنی فتنہ برپا کرنے والوں کے ساتھ وہ خود بھی شریک ہو جاتے ہیں۔)''

ان دونوں ہی آیتوں میں غیر حق کے لئے جنگ کرنے اور ناجائز اغراض و

۵۷- بحوالہ اشرف الحواشی المسمی بفوائد السلفیہ للاستاذ محمد عبدہ الفلاح۔
۵۸- سورۃ احزاب : ۱۴
۵۹- سورہ نساء : ۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقاصد کے لئے قتل وخون ریزی اور جتھہ بندی کرنے کو فتنہ کہا گیا ہے۔

سادساً

فعلی اور عملی منکرات میں سے پیروان حق پر باطل پرستوں کے غلبہ اور چیرہ دستیوں کو بھی فتنہ ہی کا نام دیا گیا ہے۔

جیسا کہ سورہ انفال میں پیروان حق کی مدد نہ کرنے جیسے فعل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ﴾ (٦٠)

"اگر تم (پیروان حق کی مدد) نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔"

یعنی باطل پرستوں کے غلبہ کی وجہ سے حق پرستوں پر زمین تنگ ہو جائے گی۔

یہ تو تھا فتنہ کے تحت آنے والے چھ قسم کے منکرات کا تذکرہ۔ اب آیئے دیکھیں کہ قرآن کریم میں لفظ فساد کس معنی میں استعمال کیا گیا ہے؟

٦٠ – سورہ انفال : ٧٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فساد کیا ھے؟

لغوی اعتبار سے کسی چیز کے حالت اعتدال سے نکل جانے اور کسی فعل کے عدل و
...ملاح کے خلاف ہونے کو فساد کہتے ہیں۔

قرآن کریم اور لفظ فساد

قران کریم میں عموماً اس کا اطلاق اجتماعی اخلاق اور نظام تمدن وسیاست کے بگاڑ
پر کیا گیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں قوم عاد وثمود اور فرعون کو فساد کا الزام دیا گیا ہے۔
جیسا کہ سورہ فجر میں ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ. اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ.
الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ. وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوْا
الصَّخْرَ بِالْوَادِ. وَ فِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ. اَلَّذِيْنَ طَغَوْا
فِي الْبِلَادِ. فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ﴾ (٢١)

”کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے عاد وثمود اور ستونوں
والے ارم کے ساتھ کیا کیا؟ جن کی مانند کوئی ملکوں میں پیدا نہیں کیا گیا تھا
اور قوم ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں اور پتھر تراشے تھے
اور میخوں والے (لشکر والے) فرعون کے ساتھ؟ ان (مذکورہ) لوگوں
نے ملکوں میں سرکشی کی اور ان میں فساد پھیلایا۔“

٢١- سورۃ فجر ٦ تا ١٢

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزند ارجمند شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے اپنے ترجمہ قرآن کے تفسیری حاشیہ ''موضح القرآن'' میں لکھا ہے کہ عاد تو قوم کا نام تھا۔ جبکہ ارم اس کا ایک قبیلہ تھا۔ (۶۲)

قوم عاد وثمود کے مفسد ہونے کی وجہ سورہ ہود میں ان کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿وَ تِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ، وَ اتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴾ (۶۳)

''یہ ہیں عاد، اپنے رب کی آیات سے انہوں نے انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور انہوں نے ہر جابر وسرکش دشمن حق کی پیروی کی اور خود بھی بڑے ظالم وجابر تھے اور عدل وانصاف سے عاری۔''

چنانچہ سورہ شعراء آیت 123 سے قوم عاد کا ذکر شروع ہوتا ہے جبکہ اس کی آیت 130 میں حضرت ہود علیہ السلام انہیں ملامت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ﴾ (۶۴)

''اور تم جس پر بھی ہاتھ ڈالتے ہو جابرانہ ہی ڈالتے ہو۔''

اور وہ اپنی کمزور قوموں پر ناحق حکومت قائم کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ حم سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے۔

﴿فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ (۶۵)

''قوم عاد کا یہ حال تھا کہ وہ زمین میں ناحق بڑے بن بیٹھے اور کہا کہ ہم سے زیادہ طاقت والا کون ہے؟''

---

۶۲ – موضح القرآن حاشیہ سورہ فجر
۶۳ – سورہ ھود. ۵۹
۶۴ – سورہ شعراء : ۱۳۰
۶۵ – سورہ حمٓ سجدہ : ۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پھر سورہ شعراء کی ہی آیت 141 سے قوم ثمود کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان کے مفسدانہ اعمال کے بارے میں یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کے حاکم و سردار، ظالم و بدکار تھے۔ اور وہ انہی سرداروں کی اطاعت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی ان کو نصیحت یوں نازل ہوئی۔

﴿وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ﴾ (۶۶)

"ان بے لگام ظالموں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔"

اور اس سورہ شعراء سے اگلی ہی سورہ نمل آیت 45 میں پھر ثمود کا ذکر آجاتا ہے اور آیت 48 اور 49 سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بڑے سرکش تھے۔ وہ حق گو انسان (حضرت صالحؑ) کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اور اس ظالمانہ فعل کے لئے کذب و دجل اور فریب کاری کے بدترین حیلے تراشنے طے کر لئے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ. قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ (۶۷)

"اس شہر میں نو جتھے دار تھے جو ملک میں فساد مچاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے انہوں نے آپس میں کہا کہ اللہ کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم (حضرت صالح) اور ان کے اہل خانہ پر شبخون ماریں گے اور پھر ان کے ولی (امر قصاص) کو کہہ دیں گے کہ ہم اس کے خاندان کی

۶۶- سورۃ شعراء : ۱۵۱-۱۵۲

۶۷- سورہ نمل : ۴۸-۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہ تھے ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔''

فسادِ فرعون

آیئے دیکھیں کہ فرعون اور بعض دیگر اقوام کن جرائم کا ارتکاب کیا کرتی تھیں جن کی بناء پر قرآن کریم نے انہیں مفسد ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ فرعون کے بارے میں قرآن کریم نے بتایا ہے کہ وہ متکبر تھا۔ اپنی رعایا کے درمیان نسلی امتیاز قائم کرتا اور ان میں پھوٹ ڈال کر ان پر حکومت کرتا تھا اور کمزوروں کا ناحق قتل وخون اور غارت گری کرتا تھا۔ انہی امور کی بنا پر اسے مفسد قرار دیتے ہوئے سورہ قصص میں فرمان الٰہی ہے۔

﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَاءَ هُمْ وَ يَسْتَحْيِ نِسَآءَ هُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (٦٨)

''فرعون نے زمین میں تکبر کیا اور اس کے باشندوں کو فرقوں میں تقسیم کر دیا وہ ایک جماعت کو کمزور کر کے ان کے لڑکوں کو ذبح کرنے لگا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا بے شک وہ مفسدین میں سے تھا۔''

شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ اور دیگر مفسدین کا کہنا ہے کہ لڑکوں کو ذبح اور عورتوں کو زندہ رکھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل قوم بڑھ کر کہیں زور نہ پکڑ لیں۔ (٦٩)

فرعون کی سرکشی

اور اسی سورہ قصص میں آگے چل کر بتایا ہے کہ وہ اپنی طاقت کے نشہ میں اپنے ہی جیسے انسانوں کا الٰہ و معبود بنتا تھا اور محض طاقت کے حق اور قوت کے بل بوتے پر بادشاہی کرتا تھا حالانکہ اصلی حق عدل وانصاف اور خشیت الٰہی کا حق ہے۔ چنانچہ ارشاد

٦٨ – سورہ قصص : ۴
٦٩ – موضح القرآن حاشیہ سورۃ قصص۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ﴾

''اور فرعون نے کہا اے اہل دربار میں تو اپنے سوا تمہارے کسی الہ کو نہیں جانتا۔''

اگلی آیت میں ہے۔

﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ﴾ (۷۰)

''اور اس نے اور اس کے لشکروں نے بغیر حق کے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور سمجھ بیٹھے کہ انہیں کبھی ہماری طرف پلٹ کر نہیں آنا۔''

فرعون کا دعویٰ ربوبیت

سورہ نازعات میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿فَكَذَّبَ وَعَصٰى. ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى. فَحَشَرَ فَنَادٰى. فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ (۷۱)

''مگر اس نے جھٹلا دیا اور نہ مانا، پھر چالبازی کرنے کے لئے پلٹا اور لوگوں کو جمع کر کے اس نے پکار کر کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔''

فرعون کا لوگوں کو قبول حق سے باز رکھنا

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ فرعون لوگوں کو قبول حق سے جبراً باز رکھتا تھا

۷۰- سورہ قصص: ۳۸-۳۹

۷۱- سورۃ نازعات: ۲۰ تا ۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جب حضرت موسیٰ کا معجزہ دیکھ کر جادوگر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان سے جو بات کہی وہ سورہ طٰہٰ میں یوں مذکور ہے۔

﴿قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ط اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى﴾ (۷۲)

''اس نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا۔ ضرور یہ تمہارا بڑا (یعنی دشمن وگرو) ہے اور اسی نے تمہیں یہ جادو سکھلایا ہے۔ اب میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا اور تمہیں کھجور کے تنوں پر صلیب وسولی دوں گا اور تم دیکھ لو گے کہ ہم میں سے کون زیادہ سخت اور دیرپا عذاب دینے والا ہے۔﴾

فرعون اور بنی اسرائیل کی غلامی

سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ فرعون نے ایک قوم (یعنی بنی اسرائیل کو کمزور پا کر انہیں اپنا غلام بنا لیا تھا چنانچہ جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان جتایا تو انہوں نے سورہ شعراء کے الفاظ میں یہ جواب دیا۔

﴿وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ (۷۳)

''اور تیری وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان جتارہا ہے یہ ہے کہ تو نے (میری قوم) بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا ہے۔''

۷۲– سورہ طٰہٰ : ۷۱
۷۳– سورہ شعراء : ۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلامانہ اطاعت

سورہ زخرف سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے اپنی رعایا کی ذہنی واخلاقی حالت بگاڑ کر انہیں اتنا ذلیل بنا دیا ہوا تھا کہ وہ اس کی غلامانہ اطاعت پر تیار وراضی ہوگئی تھی چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَاطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ (۷۴)

''اس نے اپنی قوم کو ہلکا (عقل واخلاق میں گھٹیا) بنا دیا جس کے باعث انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی یقیناوہ فاسق وبدکار قوم تھی۔''

حکومت فرعونی کی بنیاد غلط قوانین پر

سورہ ہود میں بتایا گیا ہے کہ فرعون کی حکومت کی بنیاد ناجائز اور غلط قوانین پر تھی۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿فَاتَّبَعُوْآ اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَ مَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ﴾ (۷۵)

''ان لوگوں نے فرعون کے احکام کی تعمیل کی حالانکہ فرعون کا حکم راستی پر مبنی نہ تھا۔''

ہلاکت فرعون اور عذاب الٰہی

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ط حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ

۷۴- سورہ زخرف : ۵۴
۷۵- سورہ ہود : ۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ. فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ط وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ﴿۹۲﴾ (٧٦)

''اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار کر لے گئے پھر فرعون اور اس کے لشکر ظلم و زیادتی کی غرض سے ان کے پیچھے چلے حتی کہ فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا'' میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔'' (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا اب ہم تیری لاش ہی کو بچائیں گے تا کہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے اگر چہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔''

قوم لوط علیہ السلام اور فساد

قرآن کریم میں قوم عاد و ثمود اور فرعون کے علاوہ قوم لوط اور اہل مدین یعنی قوم شعیب کو بھی مفسد کہا گیا ہے۔ قوم لوط کو جو مفسد کہا گیا ہے تو اس کا ایک جرم تو بڑا معروف ہے کہ اس میں شہوت رانی کے فحش و غیر فطری فعل ''اغلام بازی'' کا عام رواج ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ تجارتی شاہراہوں پر ڈاکے مارنے کا بھی وہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس قوم کا اجتماعی اخلاق اس قدر بگڑ چکا تھا کہ وہ اپنی مجلسوں یا

٧٦- سورہ یونس: ٩٠ تا ٩٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلبوں میں ایک دوسرے کے سامنے کھلا برائیاں کرتے تھے اور کوئی روکنے والا نہ تھا۔

قوم لوط علیہ السلام کی زبوں حالی:

ان کی زبوں حالی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے۔ حضرت لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا۔

﴿اِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِيْنَ. اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَاْتُوْنَ فِي نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ (۷۷)

”تم لوگ تو وہ بدکاری و فحاشی کرتے ہو جو دنیا میں تم سے پہلے کسی نے نہیں کی کیا تم مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو اور کاٹتے ہو راہ اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو۔“

امام ابن کثیرؒ نے تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ”اور کاٹتے ہو راہ“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ مسافروں کا مال اسباب لوٹ لیتے اور انہیں قتل کر دیئے تھے یعنی چوری وڈاکہ زنی اور قتل و غارت گری کرتے تھے۔ (۷۸)

مجلسوں میں کھلے عام جو برے کام کرتے تھے ان کے بارے میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے ہی اغلام بازی، مینڈھے اور مرغ لڑانا وغیرہ بھی تھا۔

ترمذی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا

﴿يَخْذِفُوْنَ اَهْلَ الطَّرِيْقَ وَ يَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ﴾

(۷۹)

۷۷- سورہ عنکبوت : ۲۸-۲۹
۷۸- مختصر ابن کثیر. ۲۹۱/۳. للرفاعی
۷۹- بحوالہ مختصر ابن کثیر ۲۹۱/۳ وحسنه الترمذی. ضعیف الترمذی حدیث (۶۲۳) ص ۴۰۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان کا وجود برداشت نہ کر سکے اور انہیں سنگسار کرنے پر تل گئے اور کہنے لگے:

﴿ وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴾ (۸۳)

''اگر تیری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر بھاری نہیں ہو۔''

چند دیگر اہل فساد

نہی عن المنکر کے تحت آنے والے بڑے بڑے جرائم جنہیں قرآن کریم نے فتنہ اور فساد کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے ان کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور ہم نے عاد و ثمود، فرعون، قوم لوط اور قوم شعیب کے ان جرائم کا تذکرہ بھی قرآن کریم ہی کے حوالے سے کر دیا ہے۔ جبکہ بعض منکرات اور جرائم ایسے بھی ہیں کہ جنہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فساد کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو ان افعال کی شدید قباحت و نکارت کا ثبوت ہے۔

چوری بھی فساد ہے

چوری کو بھی فساد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ یوسف سے پتہ چلتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب غلہ لینے کے لئے مصر گئے اور ان پر چوری کا الزام رکھا گیا۔ تو انہوں نے کہا:

﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴾ (۸۴)

''اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ ہم زمین میں فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم چور نہیں ہیں۔''

۸۳- سورہ ھود : ۹۱
۸۴- سورہ یوسف : ۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملکی تباہی سے بگڑے اخلاق بھی فساد

اسی طرح بادشاہوں کی ملک گیری سے جو تباہی پھیلتی ہے اس کے اثر سے مفتوح قوموں کے اخلاق و کردار میں جو دنائٹ و گروات پیدا ہو جاتی ہے اسے بھی فساد کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا بلقیس کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا نامہ مبارک موصول ہونے پر ملکہ سبا اپنے حواری درباری سے مخاطب ہو کر جو بات کہتی ہے اسے قرآن نے سورہ نمل میں یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ﴾ (۸۵)

"اُس (ملکہ) نے کہا" بادشاہ جب کسی بستی (یعنی ملک) میں گھس آتے ہیں تو اسے فساد سے بھر دیتے ہیں (یعنی خراب کر دیتے ہیں) اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور وہ ایسے ہی کیا کرتے ہیں۔"

قرآن کریم میں فساد کی ایک جامع تعریف

قرآن کریم میں فساد کی ایک جامع تعریف یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ان روابط و تعلقات اور رشتوں کو خراب کرنا جو درحقیقت انسانی تمدن کی بنیاد ہیں، یہ بھی فساد فی الارض ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے شروع میں ہی سورہ بقرہ 28 اور پھر سورہ رعد میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي

۸۵- سورہ نمل : ۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ﴾ (۸۶)

''جولوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جن (تعلقات) کو جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ انہیں کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔''

سورہ بقرہ میں تو سیاق وسباق ایسا ہے کہ اس فعل کو فاسقوں کا فعل قرار دیا ہے۔ کیونکہ آیت 26 کے آخری الفاظ'' وَمَا يُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ'' کے بعد الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ'' آیا ہے۔اور اس آیت کے آخری الفاظ ہیں: '' اُولٰئِکَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ'' حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں جبکہ سورۂ رعد کی مذکورہ آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں:

﴿اُوْلٰئِکَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ﴾ (۸۷)

''ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے۔اور وہ ہی ہیں جن کے لیے (آخرت میں) برا ٹھکانا ہے۔''

يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ

اور یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ''يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ'' سے عام طور پر قطع رحمی مراد لی جاتی ہے جبکہ واقعی یہ اس میں شامل ہے۔مگر یہ مذکورہ کلمات کا نہایت محدود مفہوم ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سے وہ تمام جائز تعلقات مراد لئے جاسکتے ہیں جو مختلف تمدنی وعمرانی حیثیات سے بنی نوع انسان کے افراد اور جماعتوں میں قائم ہوتے ہیں۔مثلاً میاں بیوی، عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں ہمسایوں کے تعلقات، لین دین اور کاروباری معاملات کے تعلقات، عہد و پیمان اور

۸۶- سورہ رعد: ۲۷
۸۷- سورہ رعد: ۲۷

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باہمی اعتماد کے تعلقات اور اسی طرح مختلف ملکوں اور حکومتوں کے تعلقات بھی ہیں اور چونکہ یہی روابط انسانی تمدن کی بنیاد ہیں انہی کے بہترین طریقے سے قائم رہنے پر دنیا کے امن اور خوشحالی کا انحصار ہے اور انہیں کو توڑ دینے اور خراب کر دینے سے دنیا میں لڑائی جھگڑے پھیلتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قطع رحمی اور دیگر تعلقات کے قطع و خراب کرنے کو فساد فی الارض سے تعبیر کیا ہے اور اسے فاسقوں کا فعل قرار دیا ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والوں پر لعنت کی وعید اور انجام کار آخرت میں برے ٹھکانے کا پتہ دیا ہے۔

”صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ“ بھی فساد ہے

اور صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکنا بھی فساد شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ نحل میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زِدْنَاھُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا کَانُوْا یُفْسِدُوْنَ﴾ (۸۸)

”جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا ان پر ہم اس فساد برپا کرنے کی وجہ سے عذاب پر عذاب نازل کریں گے۔“

چند دیگر اعمال فساد

سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے آدمی کے ذاتی اخلاق کو غارت کرنے والے گناہ (اثم) اور دوسرے ہر برے اثرات مرتب کرنے والے گناہ (عدوان) رشوت وسود خوری جیسے ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھانے، نفسانی اغراض کے باہمی بغض و عداوت رکھنے اور ان کی خاطر جنگ کی آگ بڑھکانے کو بھی اعمال فساد کہا گیا ہے۔

۸۸- سورہ نحل : ۸۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سورہ مائدہ کی آیت 64 کے آخر میں جن لوگوں کے بارے میں ''وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا'' کہا گیا ہے۔ کہ وہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور جن کے متعلق ساتھ ہی یہ بھی فرمایا دیا گیا ہے۔

﴿وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ.﴾

''اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

ان لوگوں کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان میں اسی آیت میں ذاتی اغراض کے لئے بغض وعدوات اور جنگ کی آگ بھڑکانے جیسی خصوصیات کا پتہ دیتے ہوئے فرمایا

﴿وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ط کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاھَا اللّٰہُ﴾ (۸۹)

''اور (ان کی سرکش و باطل پرستی کی پاداش میں) ہم نے ان کے درمیان بغض وعدوات قیامت تک کے لیے ڈال دی جب کبھی انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی اسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔''

اور اس آیت سے تھوڑا پہلے ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَ تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَکْلِھِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ (۹۰)

''اور آپ ان میں سے اکثر لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ گناہ (اثم) اور حد سے تجاوز کرنے (عدوان) میں اور حرام کے مال کھانے میں جلدی

۸۹- سورہ مائدہ : ۶۴

۹۰- سورہ مائدہ : ۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں بہت بری حرکات ہیں جو یہ کرتے ہیں۔''

اختیارات وطاقت کا ناجائز استعمال بھی فساد ہے

فساد کے تحت آنے والے عملی منکرات میں سے ہی وہ طرز حکومت بھی ہے جس میں حکیمانہ اختیارات اور سرکاری طاقت وقوت کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے بجائے ظلم وستم اور غارت گری کے لئے استعمال کیا جائے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ﴾
(۹۱)

''اور (جب وہ پلٹتا ہے یا) جب وہ حاکم بنتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اور کھیتوں اور نسلوں کو تباہ وبرباد کرتا ہے اور اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔''

اس آیات کے کلمات '' وَاِذَا تَوَلّٰی '' کا ایک لغوی ترجمہ تو یہ بھی ہوسکتا ہے۔ ''جب وہ پلٹتا ہے'' یعنی اس آیت سے قبل والی آیت میں اس کا جو کردار ہے اور جو وہ باتیں بناتا ہے وہ تو اپنی جگہ مگر جب یہ باتیں بنانے کے بعد پلٹتا ہے تو عملاً یہ جو کچھ کرتا ہے جس کا ذکر واذا تولی کے بعد فرمایا ہے۔ (۹۲)

لیکن شاہ عبدالقادر محدث دہلوی، شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور دیگر مفسرین کرام ومترجمین قرآن نے وَاِذَا تَوَلّٰی کا یہ ترجمہ اختیار کیا ہے کہ ''جب وہ حاکم ہوتا یا بنتا ہے'' اور یہ بھی صحیح ترجمہ ہے۔ دونوں سے مفہوم پر کچھ فرق نہیں پڑتا۔

اس کے ساتھ ہی ان عملی منکرات یا برائیوں کا ذکر مکمل ہوگیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ

۹۱- سورہ بقرہ : ۲۰۵، الجہاد فی الاسلام ۱۰۴ تا ۱۱۷ بہ ترمیم و اضافہ.
۹۲- ترجمہ علامہ نواب وحید الزمان وشیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ومولانا مودودیؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے قرآن کریم میں فتنہ اور فساد کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ جنہیں زبان وقلم اور قوتِ بازو کے ساتھ مٹانے کا اللہ نے افراد امت اسلامیہ کو حکم فرمایا ہے جسے مسلمانوں نے انفرادی سطح سے شروع ہوکر جماعتی اور پھر حکومتی سطح پر اپنانا اور اس فریضہ سے سبکدوش ہونا ہے جسے آپ ''اصلاحی جہاد'' بھی کہہ سکتے ہیں جو حسب موقع جہاد باللسان، جہاد بالقلم، اور جہاد بالسیف کی شکل میں اپنایا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جہاد بالسیف انفرادی سطح پر نہیں بلکہ حکومتی سطح کا کام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاحی جہاد

اور اس کی غرض وغایت

نور اسلام کے طلوع ہونے کے بعد اس صفحہ ہستی پر جنم لینے والے تمام انسانوں کو پہلے عمومی عذابوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو یہ ذمہ داری سونپ دی کہ دنیا سے ہر اس منکر کو ہی مٹا دیں جس کے وقوع پذیر ہوئے رہنے سے عذاب الٰہی نازل ہوتے رہے ہیں اور کسی اسلامی مملکت میں وقوع پذیر ہونے والے منکرات کو تو حدود و تعزیرات کے ذریعے بآسانی ختم کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ حکومت اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ میں مخلص ہو اور زبان و قلم سے بھی منکرات کی قباحت و شناعت بیان کرنے کا ہر شخص کو اختیار ہے بلکہ یہ ہر شخص کا فرض بھی ہے۔ یہ تو ہے اسلامی دنیا کی نسبت، لیکن غیر مسلم دنیا کے لئے ظاہر ہے کہ آپ کو کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔ اور وہ ہے اصلاحی جہاد۔

اصلاحی جہاد

یہ دوسرا عظیم و جلیل مقصد ہے جس کے لیے اسلام نے تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے۔ پہلا تھا دفاعی جہاد اور یہ دوسرا ہے اصلاحی جہاد اور جس طرح دفاعی جہاد کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف شکلوں پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اسلام نے ان مواقع پر تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے تو واقعی کسی بھی مذہب کا کوئی بھی انصاف پسند شخص ان مواقع پر تلوار کی ضرورت اور معقولیت سے انکار نہیں کر سکتا۔

اسی طرح فتنہ اور فساد کے تحت ہم نے جو منکرات یا جرائم بیان کیے ہیں ان پر گہرائی کے ساتھ غور و فکر کرنے سے بھی اس بات کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ ان جرائم کے خاتمہ کے لیے بھی واقعی شمشیر زنی کی ضرورت ہے تا کہ دنیا کا امن و امان تہہ و بالا نہ ہو۔

غلط نظام کار، والی حکومت:

گذشتہ تمام برائیوں کو از سر نو ذہن میں متحضر کر کے بغور جائزہ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ سب کی سب حق ناشناسی، بے ترسی اور بداصلی، نظام حکومت سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کی پیدائش میں ایسی حکومت کا براہ راست کوئی اثر نہ بھی ہو تو کم از کم اس کا باقی رہنا اور اصلاح کے اثر سے محفوظ ہونا تو بہر حال اس غلط کار نظام والی حکومت کے باطل پرور اثرات کا مرہون منت ہوتا ہے۔ ایسی حکومت تو فی نفسہ ایک فتنہ ہوتی ہے جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے اور پھر اجتماعی زندگی میں جتنے عوامل انسان کے اخلاق و کردار اور تمدن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ قوی اور مؤثر عامل حکومت ہے۔ اگر حکومت کا نظام ہی غلط ہو، اس کی باگیں ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوں، جو حاکمانہ طاقت کو اصلاح اور خدمت انسانی کی بجائے فساد اور خدمت نفس کے لیے استعمال کرتے ہوں تو وہ حکومت نہیں بلکہ بدی کا منبع ہے۔ اسلام نے ایسی بدی کے استیصال اور بدکاری کے انسداد کے لئے یہ کارگر تدبیر بتلائی ہے کہ منظّم جدوجہد اور ضرورت پڑے اور ممکن ہو تو قتال کے ذریعے ایسی فتنہ پرور اور فساد انگیز حکومت کو مٹا کر اس کی جگہ عادلانہ منصفانہ نظام حکومت قائم کیا جائے۔ جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد خوف الٰہی اور اللہ کے مقرر کیے ہوئے مستقل ضابطوں پر رکھی جائے تاکہ انسانی زندگی منکر کے وجود سے پاک ہو جائے۔

اصلاحی جہاد کا حکم

سورہ توبہ میں خالص اسی انسانی خدمت کے لئے مسلمانوں کو اصلاحی جہاد وقتال کا حکم اور اس کے لیے تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿قَاتِلُوْا الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الاٰخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَلاَ يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوْا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ.﴾ (۹۳)

''اہل کتاب میں سے جو لوگ نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں نہ روز آخرت پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ اور نہ دین حق کو اختیار کرتے ہیں ان سے جہاد و قتال کرو۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اس حال میں کہ وہ زیردست ہو کر رہیں۔''

پھر وہی اعتراض؟

اس آیت کے ظاہری الفاظ کا سہارا لے کر پھر وہی گھسا پٹا اعتراض دہرایا جا سکتا ہے کہ جو لوگ اللہ و رسول ﷺ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اسلام ان کے خلاف قتال کی تعلیم دیتا ہے تو کیا ان کے سروں پر تلوار تان کر انہیں زبردستی اسلام قبول کروایا جائے گا؟ ہر گز نہیں۔ اسلام کی تعلیمات میں زبردستی اسلام قبول کروانے کا قطعاً کوئی

۹۳- سورہ توبہ : ۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواز اور حکم نہیں بلکہ اس اعتراض کا تو جواب بھی اس آیت میں موجود ہے۔

اعتراض کا جواب

اور وہ اس طرح کہ جن لوگوں کے خلاف قتال کا حکم اس آیت میں دیا گیا ہے۔ ان کی خصوصیات یہ بتائی گئی ہیں کہ اگر چہ وہ اہل کتاب ہیں لیکن وہ نہ تو اللہ اور قیامت پر واقعی ایمان رکھتے ہیں نہ ان چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں جنہیں اللہ اور رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور نہ وہ دین حق کو اپناتے ہیں۔

ان جرائم کی یہ ترتیب بے معنی نہیں ہے بلکہ اس پر غور کرنے سے حکم قتال کی وجہ اور مذکورہ اعتراض کا رد خود بخود سمجھ آجاتا ہے۔ اس ترکیب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ہم نے ان کی طرف کتابیں بھیجیں اور ایک صحیح قانون زندگی دیا لیکن انہوں نے ان کتابوں کی تعلیمات کو ترک کر کے اپنی آراء واہوا اور ظنون واوہام کے مطابق اپنے لیے الگ تھلگ مذاہب اور قوانین گھڑ لئے، جو جادۂ حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اس انحراف کی بدولت ایک طرف تو ان کے خیالات بگڑ گئے کہ اللہ اور جزا وسزا کے دن قیامت پر ان کا ایمان نہ رہا۔ دوسری طرف ان کے اعمال بھی بگڑ گئے کہ حلال وحرام کی تمیز ان میں باقی نہ رہی اور فتنہ وفساد برپا کرنے لگے جس سے اللہ اور اس کے رسولوں نے منع کیا تھا جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ پھر جب اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے ازسرنو وہی دین حق بھیجا جسے وہ گم کر چکے تھے تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ اپنی غلط کاریوں اور غلط فہمیوں پر ہی جمے رہے حالانکہ اگر وہ اسے اختیار کر لیتے تو پھر ایک کتاب محکم، ایک صحیح دین و مذہب اور ایک قانون عدل کے پابند ہو جاتے جس سے ان کے افکار واعمال کی اصلاح ہو جاتی اور فتنہ وفساد کا نام ونشان مٹ جاتا۔ اب اگر وہ دین حق کو نہیں مانتے تو انہیں اس امر کی آزادی تو دی جاسکتی ہے کہ ماتحت رہ کر اپنے غلط عقائد اور طریقوں پر قائم رہیں۔ لیکن اور اس امر کی آزادی تو نہیں دی جاسکتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ اپنے باطل قوانین کو نافذ کر کے اللہ کی زمین پر فتنہ وفساد برپا کریں۔

جہاد کی غایت

اور مذکورہ آیت کے آخری کلمات

﴿حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ﴾

(۹۴)

''حتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اس حال میں کہ وہ زیردست ہو کر رہیں گے۔''

میں اس جہاد وقتال کی غایت کو بھی واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ ''ان سے قتال کرو'' یہاں تک وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ اس حال میں کہ وہ زیردست ہو کر رہیں گے۔ اگر ''حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ'' کی بجائے ''حَتّٰى يُسْلِمُوْا'' کہا جاتا کہ ان سے اس وقت تک قتال کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں، تو پھر واقعی غایت قتال یہ ہوتی کہ انہیں تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جائے لیکن ارشاد الٰہی کے الفاظ ''حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ'' نے بتا دیا ہے کہ ان کا ادائے جزیہ پر راضی ہو جانا قتال کی آخری حد ہے اور اس کے بعد پھر ان کی جان و مال پر کوئی حملہ نہیں کیا جا سکتا خواہ وہ اسلام قبول کریں یا نہ کریں۔ (۹۵)

اندازہ فرمائیں! کہاں صرف فتنہ وفساد کی بیخ کنی کر کے بنی نوع انسان کو امن و سکون اور راحت و چین مہیا کرنے کا جلیل و نبیل مقصد اور کہاں لوگوں کو بزور شمشیر مسلمان بنانے کا یہ بودا اعتراض۔

اللہ تعالیٰ نے قبول جزیہ کو اباحت قتال کی حد مقرر کیا ہے پس جب اس غایت

۹۴- سورہ توبہ : ۲۹

۹۵- بحوالہ الجہاد فی الاسلام ۱۱۷ تا ۱۲۱ بالا ختصار و التصریف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصول پر اباحت ختم ہوگئی تو لازمی طور پر ذمیوں کے مال وجان اور عزت وآبرو کا تحفظ ثابت ہوگیا۔

مزید وضاحت

غایت قتال والی آیت کی مزید وضاحت اور مسند احمد میں مذکورہ اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کسریٰ کے عامل سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں۔

﴿اَمَرَنَا نَبِیُّنَا ﷺ اَنْ نُقَاتِلَکُمْ حَتّٰی تَعْبُدُوا اللّٰہَ وَحْدَہٗ اَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْیَۃَ﴾ (۹۶)

’’ہمیں نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ قتال کریں یہاں تک کہ تم اللہ واحد کی عبادت کرنے لگو یا جزیہ ادا کرنا مان جاؤ۔‘‘

آتش پرستوں کے بارے میں حکم

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں اس حدیث میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ خبر نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے مجوس کے ساتھ بھی اس وقت تک قتال کا حکم فرمایا جب تک وہ جزیہ ادا کرنے پر تیار نہ ہوجائیں۔ (۹۷)

دو باتیں

اس حدیث سے دو باتیں سامنے آئیں۔

1- (ایک یہ کہ اہل کتاب کی طرح ہی آتش پرست مجوس سے بھی قتال کی غایت

۹۶-منتقی الاخبار مع النیل ۵۶/۸/۴ طبع بیروت، بخاری مع الفتح حدیث (۳۱۵۹) ۲۹۸/۶

۹۷-نیل الاوطار ۵۷/۸/۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وہی ہے جو ان کے ساتھ قتال میں ہے۔

2- (دوسری یہ کہ قتال سے اسلام قبول کروانا غایت نہیں بلکہ فتنہ وفساد کو فرو کرنا مقصود کرنا ہے وہ ان کے اسلام لانے سے ہو چکا ہے وہ اپنے باطل مذہب پر قائم رہتے ہوئے جزیہ کی شکل میں اس کا اقرار کر لیں کہ وہ فتنہ وفساد برپا نہیں کریں گے بلکہ امن وامان سے رہیں گے۔

اور بتوں کی طرح ہی دیگر تمام مشرکین اور غیر اہل کتاب کفار کا حکم ہے۔ (۹۸)

اور جزیہ دینے والے ذمیوں کی عزت اور جان و مال مسلمانوں کے لئے ان کے اپنے مال اور خون کی طرح محترم ہو جائیں گے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ان کے جان و مال کی حفاظت کے لئے حملہ آوروں سے ان کا پوری طرح دفاع کیا جائے گا۔ اس کے لیے چاہے کسی سے لڑائی و جنگ کا خطرہ ہی مول کیوں نہ لینا پڑے۔ یہ احترام جان و مال صرف اہل معاہدہ کے لئے نہیں بلکہ ہر ذمی کے لئے ہے۔ ان سے معاہدہ ہو یا انہوں نے بلا معاہدہ جزیہ دے کر اپنے آپ کو ذمیوں کے حقوق حاصل کرنے کا اہل بنا لیا ہو۔

❁❁❁

۹۸-فقہ السنہ سید سابق ۲/ ۶۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام
عصبیت سے بالا دین ہے

ادائے جزیہ اور عقد ذمہ کے اس اصول سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قتال و جہاد کا یہ حکم کسی مذہبی عداوت کی بناء پر نہیں ہے ورنہ یہ نہ ہوتا کہ اطاعت قبول کرنے سے پہلے جن کے ساتھ جہاد و قتل ضروری تھا۔ اب اطاعت قبول کرنے کے بعد وہ اس طرح قابل احترام ہو جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو اب مذہبی عدوات کی بھڑاس نکالنا زیادہ آسان تھا مگر ایسا ہرگز نہیں ہے کہ جہاد اسلامی کسی مذہبی عداوت کا نتیجہ ہو۔

جزیہ کی حقیقت

یہ بات بھی بعید از عقل ہے کہ اس حکم جہاد کا مقصد محض جزیہ وصول کرنا ہو کیونکہ جزیہ تو محض ایک معمولی سا علاقائی ٹیکس ہے۔ جو ذمیوں کے تحفظ کے مصارف میں ان کی طرف سے شرکت سمجھی جاتی ہے۔ ان کے لئے اس احساس کے بیدار رہنے کا ایک ذریعہ ہے کہ وہ اسلام کے زیر نگیں ہیں اور فتنہ وفساد کی اب انہیں اجازت نہیں ہے ورنہ جزیہ ہوتا ہی کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جزیہ کی مقدار

سنن اربعہ، مسند احمد، ابن حبان، دار قطنی، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں جزیہ کی مقدار جو نبی اکرم ﷺ نے مقرر فرمائی وہ ہے۔

﴿مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا اَوْ عَدْلَه مُعَافِر﴾ (۹۹)

''ہر بالغ مرد سے (سالانہ) صرف ایک دینار یا اس کی قیمت کا کپڑا لیا۔''

اور سالانہ بھی اسی طرح جس طرح مسلمانوں سے زکوۃ وصول کی جاتی تھی، غیر مسلم ذمیوں سے یہ جزیہ لیا جاتا تھا۔ پھر یہ بھی صرف قتال کے لائق مردوں پر ہے۔ تمام اہل خانہ پر فی کس نہیں ہے۔ چنانچہ بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔

﴿كَانَ لَا يَضْرِبُ عَلَى النِّسَآءِ وَ الصِّبْيَانِ﴾ (۱۰۰)

''کہ وہ عورتوں اور بچوں پر جزیہ لاگو نہیں کرتے تھے۔''

جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے امراء جناد کو لکھا تھا۔

﴿لَا تَضَعُوا الْجِزْيَةَ عَلَى النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ﴾ (۱۰۱)

''کہ عورتوں اور بچوں پر جزیہ لاگو نہ کرو۔''

البتہ ابو عبید کی کتاب الاموال میں ایک روایت ہے جس کی رو سے نبی اکرم ﷺ

۹۹-نیل اولاطار ۲/۴/۱۳۶. و ۴/۸/۵۸. مشکوۃ ۲/۱۷۹ بتحقیق الالبانی صحیح ابی داؤد (۲۶۲۲) الخراج والامارۃ صحیح الترمذی (۵۰۹) صحیح سنن البانی ۲/۵۱۷(۲۲۹۸) الزکاۃ مسند احمد /۲۳۰،۲۳۳،موارد الظمان (۷۹۴) مستدرک حاکم ۱/۳۹۸. الزکاۃ. زکاۃ البقر.

۱۰۰- نیل الاوطار. ۴/۸/۶۱

۱۰۱- نیل الاوطار. ۴/۸/۶۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ہر مرد و زن پر جزیہ نافذ فرمایا ہے جبکہ بوڑھے، ضعیف، دائم المرض مریض، پاگل، معذور اور اجیر پر بھی جزیہ نہیں ہے حتی کہ شافعیہ کے سوا باقی فقہا کے نزدیک تو غیر مسلم عبادت گاہوں کے درویشوں پر بھی جزیہ نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک ذمیوں میں سے مالدار اور غریب میں بھی فرق کر کے کم لیا جائے گا۔ (۱۰۲)

اندازہ فرمائیں کہ یہ کیسے معقول بات ہو سکتی ہے کہ ایسے معمولی سے ٹیکس کے لئے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر لا دلیا جائے اور ان کی جان و مال کی حفاظت کے لئے دشمن کے سامنے سینہ سپر کر دیا جائے۔ درحقیقت یہ جہاد ایسے کسی مالی لالچ و طمع کے لئے ہرگز نہیں۔ ادائے جزیہ پر قتال کی اباحت ختم کر دینے اور قبول جزیہ کے بعد قیام عدل و امن کی تمام ذمہ داریاں سر لینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جہاد کا مقصد ان لوگوں کو فتنہ و فساد سے روکنا اور امن آئین کا پابند بنانا ہے۔

اسلام کی حیران کن فیاضی

اسلام کی حیران کن فیاضی یہ ہے کہ ذمی ایک تو سالانہ ایک دینار جزیہ دے کر اطمینان کے ساتھ اپنی تجارت و کاروبار کرے، عیش و آرام سے رہے اور اپنے اہل و عیال کی معیت سے مستفید ہو اور خود ''مسلمان'' ملک کی حفاظت کے لیے میدان جہاد کی مصیبتیں اٹھائے اپنی جان جوکھوں میں ڈالے درآنحالیکہ اس کو یہ قدرت بھی حاصل ہو کہ اس کافر سے جزیہ بھی وصول کرے اور پھر اس سے جنگی خدمت بھی لے مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔

''وَهُمْ صَاغِرُوْنَ کا مطلب''

حکم جہاد و قتال والی سورہ توبہ کی آیت 29 کے آخری الفاظ ''وَهُمْ صَاغِرُوْنَ''

۱۰۲ – فقہ السنہ ۲/ ۶۶۶ تا ۶۶۸، النیل ۴/ ۸/ ۶۰/ ۶۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ وہ "صاغر" زیردست رہیں یہاں "صغار" بمعنی ذلت وحقارت نہیں بلکہ بقول ابن قیمؒ صغار سے مراد ان کا قانون الٰہی کے احکام کی تنفیذ پر راضی ہو جانا ہے اور آئین عدل کی پابندی کرنا ہے اس اطاعت وانقیاد کی علامت کے طور پر ان کا جزیہ دینا ہی صغار ہے۔

مقاصد جہاد

قرآن کریم میں مختلف مواقع پر جہاد کے مقاصد کو جس طرح بیان کیا گیا ہے۔

﴿حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ (۱۰۳)

"کہ فتنہ باقی نہ رہے۔"

﴿حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا﴾ (۱۰۴)

"کہ جنگ وفساد کا زور ٹوٹ جائے۔"

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (۱۰۵)

"قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کی قوت جنگ وجدل کو توڑ دے۔"

اور

﴿جَعَلَ وَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا السُّفْلٰى وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾ (۱۰۶)

"کہ کافروں کا بول نیچا اور اللہ کا کلمہ بلند وبالا ہو۔"

جہاد کے ان سب اغراض ومقاصد سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فتنہ وفساد کا مٹ جانا اور اللہ کے قانون عدل کا بول بالا ہونا ہی کفار کا "صغار" ہے۔ نہ کہ متبادر الی الذھن

۱۰۳- سورہ انفال : ۳۹
۱۰۴- سورہ محمد : ۴
۱۰۵- سورہ نساء : ۸۴
۱۰۶- سورہ توبہ : ۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی ذلت وحقارت۔

پس معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت میں حکم جہاد وقتال کا منشاء اس کے سوا کچھ نہیں کہ دنیا سے فتنہ وفساد کی آزادی چھین لی جائے اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کو حقیقی اور انسانیت پرور آزادی دی جائے ایسی آزادی جو اخلاقی حدود کی پابندی پر مبنی ہو۔ ناروا قید اور بے جا شتر بے مہاری دونوں سے پاک ہو۔ اسلام کی تلوار صرف ظلم وسرکشی اور فتنہ وفساد کے خلاف اٹھتی ہو۔ اس شیطانی قوت کے شکار مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ جب تک کوئی جماعت اس قوت کا استعمال ترک نہیں کرتی اس کے ساتھ اسلام کا جہاد برابر جاری رہتا ہے مگر جونہی وہ اس گناہ عظیم کو ترک کر کے حق وانصاف کے قانون کی پابندی اختیار کر لیتی ہے، ٹھیک اسی لمحہ سے اس کے مال و جان اور آبرو کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہو جاتی ہے۔ اور اسلام کی پر امن حکومت میں اسے پوری آزادی دے دی جاتی ہے کہ تمام جائز طریقوں سے وہ اپنی اجتماعی وانفرادی زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کرے اور انسانیت کے بلند مزاج تک پہنچنے کے لیے جن وسائل کی ضرورت ہو انہیں آزادی کے ساتھ استعمال کرے۔ اس بارے میں اسلام کا قانون اہل ذمہ کو جو وسیع آزادی عطا کرتا ہے وہ دنیا کے قوانین میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ (۱۰۷)

❁❁❁

۱۰۷۔ مفتوح اقوام کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں اسلامی تعلیمات کے لئے کتاب الجہاد فی الاسلام ص ۲۸۴ تا ۳۲۴ کا مطالعہ کریں جو نہایت مفید طلب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خونریزی کم کرنے کے لئے
اسلامی قانون صلح وامن

جہاد اسلامی کی دونوں قسموں یعنی دفاعی جہاد اور اصلاحی جہاد کے بارے میں ہم نے جتنی تفصیلات ذکر کی ہیں ان سب کو پیش نظر رکھا جائے تو بآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات مسلمانوں کو بلا وجہ تلوار اٹھانے اور خونریزی کی اجازت نہیں دیتیں اور جب دفاع کی اغراض یا فتنہ وفساد کے خاتمے کا مقصد پورا ہو جائے تو پھر اسیروں یا مفتوحین پر ظلم وستم کی بجائے ان کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔

اسلامی جہاد کی ایک خصوصیت

یہ جہاد چونکہ شوق شمشیرزنی یا جذبہ ملک گیری وجہاں بانی کے لئے نہیں ہوتا۔ لہذا اسلامی شعائر وخصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان ہر وقت صلح کے لئے تیار رہتے ہیں کہ اگر مصالحت کے ذریعے اصلاح اور امن وسلامتی کا مقصد حاصل ہونے کی کوئی بھی صورت ہو تو ہتھیار اٹھانے سے پہلے اس صورت سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جہاد کی آخری حد وجوہ نزاع کے ارتفاع اور ضرورت جہاد کے باقی نہ رہنے کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ " حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ" اور "حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا "جیسی آیات سے پتہ چلتا ہے۔

درخواست صلح قبول کرلو

قرآن کریم اور حدیث شریف نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اگر دشمن تم سے خود صلح کی درخواست کرے تو اسے کھلے دل سے قبول کرلو۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے سورہ انفال میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِىْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ.﴾ (۱۰۸)

"اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی جھک جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں بے شک وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے اور اگر وہ آپ کو دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتے ہوں تو (پرواہ نہ کریں کہ) اللہ تمہارے لیے کافی ہے وہی ہے جس نے آپ کو نصرت بخشی اور مومنوں کی کثرت سے آپ کو تقویت دی۔"

اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ اگر دشمن ہتھیار ڈال دے اور اپنی زبان سے یا زبان حال سے امان طلب کرے تو پھر اس پر ہاتھ اٹھانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جیسا کہ سورہ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَ اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا﴾ (۱۰۹)

۱۰۸ – سورہ انفال : ۶۱–۶۲
۱۰۹ – سورہ نساء : ۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اگر وہ تم سے ہاتھ کھینچ لیں اور جنگ نہ کریں اور صلح کی خواہش کریں تو ایسی حالت میں اللہ نے تم کو ان پر (دست درازی کی) کوئی راہ نہیں دی ہے۔"

امن وسلامتی کی تلقین

اگر دشمن قوم کے اکا دکا افراد مل جائیں اور امان مانگیں تو انہیں قتل کرنا بھی جائز نہیں رکھا گیا بلکہ حکم ہے کہ انہیں امن کے ساتھ رہنے دیں اور جب وہ اپنے ملک کی طرف جانا چاہیں تو انہیں خیریت سے پہنچا دیں جیسا کہ سورہ توبہ میں نبی اکرم ﷺ سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ﴾ (۱۱۰)

"اور اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص آپ کی پناہ میں آنا چاہے تو اسے پناہ دیں حتی کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کے مأمن (وطن) تک پہنچا دیں یہ اس لیے ہے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔"

اندازہ فرمائیں کہ اسلامی تعلیمات میں امن وسلامتی اور صلح جوئی کی کس قدر تاکید ہے۔ محض اصل اغراض و مقاصد یعنی منکرات کے قلع وقمع اور فتنہ وفساد کی بیخ کنی کے سوا دوسرا کوئی مقصد نہیں بتایا گیا اور نہ کسی دوسری ایسی غرض کو پورا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

عدم جارحیت کے معاہدات

قرآن کریم کی تعلیمات کی طرح ہی احادیث شریفہ میں نبی اکرم ﷺ نے ایسی

۱۱۰۔ سورہ توبہ: ٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی ہدایات دی ہیں اور خود عمل کر کے بھی دکھایا ہے۔ چنانچہ غزوہ حدیبیہ جو مشہور ہی صلح حدیبیہ کے نام سے ہے۔ اس معاہدہ کی تفصیلات صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہیں۔ (۱۱۱)

اور اہل خیبر کے ساتھ آپ ﷺ کا معاہدہ صلح بھی صحیح بخاری، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں مذکور ہے۔ (۱۱۲)

اسی طرح عدم جارحیت کے معاہدات جو نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلم اقوام سے کئے وہ بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپؐ خونریزی کو پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ امن وامان کے داعی تھے اور غزوہ حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے دس سال جنگ وخونریزی نہ کرنے کا مشرکین سے معاہدہ کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم اور ابوداؤد میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

﴿ اِنَّهُمْ اِصْطَلِحُوْا عَلٰى وَضَعَ الْحَرْبِ عَشَر سَنِيْنَ يَأْمَنُ فِيْهِنَّ النَّاسَ. ﴾ (۱۱۳)

''کہ اہل مکہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دس سال تک جنگ نہ کرنے کے معاہدہ پر صلح کی تاکہ لوگ پرامن رہیں۔''

امان دینے کی مزید تفصیل

محاربین دشمنوں میں سے اگر کوئی شخص امان طلب کرے تو اسے امان دینے کا اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ کی آیت 6 میں حکم فرمایا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کے اجمال کی تفصیل اپنے ارشادات میں مہیا فرمائی ہے جن کی رو سے مردوں، عورتوں،

۱۱۱- انظر نیل الاوطار ۸/۴/۳۱-۵۱

۱۱۲- حوالہ بالا ۵۱-۵۴

۱۱۳-فقه السنه سید سابق ۲/۲۶۰، مسند احمد ۴/۳۲۵، صحیح ابی داؤد حدیث (۲۴۰۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزاد لوگوں اور غلاموں سب کو برابر حق ہے کہ وہ جسے چاہیں امان دے دیں البتہ نابالغ بچے، دیوانے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی طرف سے دی گئی امان کا معاملہ غیر درست ہے۔

چنانچہ ابوداؤد و ترمذی ونسائی، ابن ماجہ ابن حبان مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ارشاد نبوی ہے۔

﴿ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ بِهَا اَدْنَاهُمْ وَ هُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سَوَاهُمْ﴾ (۱۱۴)

''مسلمانوں کی طرف سے دیا گیا امان کا ذمہ ایک ہی ہے چاہے ان میں سے کوئی ادنی شخص ہی کسی کو امان کیوں نہ دے دے اور وہ سب اپنے سوا دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ایک ہاتھ کی طرح (یک جان دو قالب) ہیں۔''

اور صحیح مسلم میں ہے:

مسلمانوں کی طرف سے دیا گیا امان کا ایک ذمہ ایک ہی ہے۔

﴿ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ﴾ (۱۱۵)

''مسلمانوں کی طرف سے دیا گیا امان کا ذمہ ایک ہی ہے چاہے ان میں سے کوئی ادنی شخص ہی کسی کو امان کیوں نہ دے دے۔''

۱۱۴-فقہ السنہ ۲/۶۹۵، صحیح ابی داؤد حدیث(۱۷۸۹، ۲۳۹۰)، صحیح ترمذی (۱۲۷۲) ،الولاء ، نیل الاوطار ۲۷/۸/۴-۲۸ ، صحیح نسائی ۳/۹۸۳ حدیث (۴۴۱۳)، ابن ماجہ عن ابن عباس (۲۶۸۳)، مسند احمد ۲/۳۹۸

۱۱۵- بخاری (۶۷۵۵) ، مسلم مع نووی ۵/۹/۱۴۳- ۱۴۵، شرح السنہ ۷/۳۰۷، ۳۱۱ حدیث (۲۰۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر مسلمان امان دے سکتا ہے

صحیح بخاری ومصنف ابن ابی شیبہ میں ارشاد ہے۔

﴿ يَجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ ﴾ (۱۱۶)

''مسلمانوں کا کوئی بھی فرد کسی (غیر مسلم) کو امان دے سکتا ہے۔''

اور مسند ابوداود طیالسی میں ہے

﴿ يَجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَدْنَاهُمْ ﴾ (۱۱۷)

''ایک ادنی مسلمان بھی کسی کو امان دینے کا حق رکھتا ہے۔''

اوران سب کا مفہوم وہی ہے جو پہلی حدیث کے الفاظ کا ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی مرد وزن کسی کو امان دے سکتا ہے۔

اور صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد اور ترمذی، مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چاہتے ہیں کہ اس شخص کو قتل کر دیں جس کو میں نے امان یا پناہ دی ہے۔ (جو کہ ابن ہبیرہ تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتَ يَا اُمِّ هَانِي ﴾ (۱۱۸)

''اے ام ہانی! ہم نے بھی اسے پناہ دی جسے تم نے پناہ دی۔''

تاریخ بخاری اور سنن نسائی میں ہے۔

﴿ مَنْ اَمَّنَ رَجُلاً عَلٰى دَمِهٖ فَقَتَلَهٗ فَاَنَا بَرِيٌّ مِنَ

۱۱۶ — حوالہ بالا، بلوغ المرام مع سبل السلام ۱۱۸/۴ وقال اسنادہ ضعیف.
۱۱۷ — حوالہ بالا..
۱۱۸ — فقه السنه ۶۹۵/۲، مشکوۃ الالبانی ۱۱۶۴/۲، نیل الاوطار ۱۷/۸/۴، صحیح ابی داؤد حدیث (۲۴۰۱)، بخاری ۳۱۵/۶ (۳۱۷۱)، مسلم مع نووی ۲۳۳/۶/۳، صحیح ترمذی (۱۲۸۴)، احمد ۳۴۳/۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْقَاتِلِ وَ اِنْ كَانَ الْمَقْتُوْلُ كَافِرًا﴾ (۱۱۹)

"جس نے کسی شخص کو اس کے خون کو نہ بہانے کی امان دی پھر اسے قتل کر دیا میں اس قاتل سے بری ہوں مقتول چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو۔"

اور شرح السنہ میں ہے۔

﴿مَنْ اَمَّنَ رَجُلاً عَلىٰ نَفْسِهٖ فَقَتَلَهٗ اُعْطِيَ لِوَآءِ الْغَدْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (۱۲۰)

"جس نے کسی کو اپنی جان کا محافظ بنایا اور اس محافظ نے اسے قتل کر دیا اس قاتل کو قیامت کے دن "غداری کا جھنڈا" دیا جائے گا۔"

ان تعلیمات کی رو سے اسلام، اہل قتال کا پہلا اور بنیادی حق یہ تصور کرتا ہے کہ وہ جب دشمن سے پناہ وامان مانگیں تو انہیں امان دی جائے اور جسے امان دی جائے اس کی خونریزی قطعاً نہ کی جائے۔

علاوہ ازیں اسلام نے "حربی ستأ من" یعنی تعلیم وتجارت وغیرہ کی غرض سے آنے والے برسر پیکار دشمن کے لوگوں کو جو وسیع حقوق دیے ہیں ان کی گرد تک بھی ابھی مغرب کا بین الملی قانون نہیں پہنچ سکا اور دشمن کو امان دینے کا طریقہ جو اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے پیش کیا اور عمل کر کے دکھایا وہ سترہوی صدی تک یورپ میں مفقود تھا۔ انگلستان کی خانہ جنگی میں پارلیمنٹ نے ائرش لوگوں کو امان دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اٹھارویں صدی کے آخر تک محاربین کو حق تھا کہ ایک دوسرے کو امان دینے سے انکار کر دیں۔ چنانچہ 1894ء میں فرنچ کنونشن نے اعلان کر دیا تھا کہ انگریزی سپاہیوں کو پناہ وامان نہیں دی جائے گی اور کہیں انیسویں صدی میں آ کر اہل

۱۱۹- فقه السنة ایضاً، صحیح الجامعه حدیث (۶۱۰۳)، الصحیحة حدیث (۴۴۱)

۱۲۰- مشکوة للالبانی ۲/ ۱۱۶۴، ابن ماجه (۲۶۸۸)، مسند احمد ۵/ ۲۲۳، ۲۲۴. شرح السنه ۱۱/ ۹۱ (۲۷۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتال کا یہ حق تسلیم کیا گیا تھا۔ (۱۲۱)

جسے خونزیزی روکنے کے لئے اسلام نے تو ساتویں صدی کے شروع میں ہی نافذ کر دیا تھا۔

۱۲۱ – الجهاد فی الاسلام. ۵۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور امپیریلزم یا جہانگیریت

اسلام میں جہاد وقتال اس لئے نہیں کہ تلوار کے ذریعے خونریزی کا بازار گرم کر کے جہانگیری کی جائے کیونکہ یہ خصوصیت تو صرف مغربی استعمار کی ہے جو تہذیب و ثقافت کی اشاعت کا دعویٰ کرتا ہے مگر کمزور قوموں کی آزادی پر ڈاکے ڈالتا ہے اور تہذیب وانسانیت کی ترقی کی بجائے دینا سے انسانیت اور انسانی شرافت کی تمام خصوصیات کو مٹاتا جاتا ہے اور تہذیب وتمدن کی عالمگیر اشاعت کے مشن کو صرف اپنی ہی قوم کا ورثہ سمجھتا ہے۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ امپیریلزم یا جہانگیریت کی اولین خصوصیت ہی یہ ہے کہ وہ ایک خاص قوم اور ملک کے افراد کی حکومت کا نام ہے کہ انگلش، جرمن اور اطالوی جہانگیریت اس کی روشن مثالیں ہیں۔

اور ان میں سے انگریزوں کی جہانگیریت ہی کو لے لیں کیونکہ وہ کم از کم پاک و ہند بشمول بنگلہ دیش کے لوگوں کی دید ہوشنید اور چشمیدہ ہے کہ اشاعت تہذیب وتمدن کے نام سے وہ جہاں گئے انگریزی قومیت ساتھ ساتھ رہی۔ حکومت کے اورنگ نشین رہے تو انگریز، سیاست کے صدر انجمن رہے تو انگریز، اختیار واقتدار کے مالک رہے تو بلاشرکت غیرے انگریز، کون نہیں جانتا کہ انگریزی استعمار کے زمانہ میں برصغیر کی تمام کلیدی اسامیاں انگریزوں کے ہاتھ میں رہیں۔ جن لوگوں نے وہ دور دیکھا ہے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عینی شاہد ہیں اور جن لوگوں نے نہیں دیکھا وہ تاریخ کی راہ سے جانتے ہیں اور یہی حال دوسری قوموں کی جہانگیریت کا بھی ہے۔

اسلام تعصب ختم کرتا ہے

اسلام کسی نسل قوم یا وطن کا نام نہیں بلکہ یہ تو ایک قانون زندگی اور نظام حیات ہے جس کے دروازے عربی و عجمی، حبشی وچینی فارسی وھندی اور رومی وفرنگی سب کے لیے برابر کھلے ہیں۔ اسے انسان کے رنگ ونسل، قوم ووطن اور زبان سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ انسان کو محض انسان ہونے کی حیثیت سے خطاب کرتا ہے اور اس نظام کو جو بھی اختیار کرلے وہ امت اسلامیہ کا فرد ورکن اور اسلامی حکومت میں برابر کا شریک ہے اور اس کی شخصی قابلیت اسے خلیفہ وامام کے درجہ تک پہنچا سکتی ہے۔

امارت کے لئے صرف قابلیت

اگر ایک حبشی غلام بھی صالحین وصلاحیت کے معیار پر پورا اتر رہا ہو تو کوئی چیز اسے شرفائے عرب پر حکومت کرنے سے نہیں روک سکتی کیونکہ نبی اسلام ﷺ کا صریح ارشاد بخاری، ابن ماجہ اور مسند احمد میں مذکور ہے۔ جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ﴾ (۱۲۲)

''سنو اور اطاعت کرو خواہ تمہارے اوپر منقے جتنے والے سر والا حبشی غلام ہی کیوں نہ حاکم بنا دیا جائے۔''

جبکہ صحیح مسلم اور مسند احمد میں ارشاد نبوی ﷺ ہے

۱۲۲- صحیح الجامع الصغیرہ ۱/۳۳۰، ارواء الغلیل ۸/۱۰۹ حدیث ۲۴۵۵، بخاری مع الفتح حدیث (۷۱۴۲)، ابن ماجہ حدیث (۲۸۶۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِسْمَع وَ اَطِعْ وَلَوْ لِعَبْدٍ حَبَشِيٍّ مُجَدَّعِ الْاَطْرَافِ﴾ (۱۲۳)

''سن اور اطاعت کر اگرچہ تمہارا حاکم کسی کٹے ناک کان یا کٹے بازووں والے حبشی غلام کو ہی کیوں نہ بنا دیا گیا ہو۔''

ان ارشاد کا مطلب بڑا واضح ہے۔ کہ مسلمان پر اطاعت فرض ہے۔ چاہے امیر و امام کوئی حبشی ہی کیوں نہ ہو۔ تو گویا اس بات کا سوال ہی نہیں کہ وہ امیر یا امام ان کے اپنے ملک وقوم یا رنگ ونسل کا ہے یا نہیں۔ محض اس کی صالحیت وصلاحیت کا اعتبار ہوگا۔ اور اطاعت کی جائے گی۔

امور معصیت میں اطاعت نہیں

صحیح بخاری ومسلم اور مسند احمد کی حدیث میں صرف ایک اشتباہ ہے اور الفاظ یہ ہیں:

﴿عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَ الطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَ كَرِهَ اِلَّا اَنْ يُؤمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ﴾ (۱۲۴)

''مسلمان دل سے پسند کرے یا ناپسند بہرحال اس کے لیے اپنے امیر کی بات سننا اور ماننا ضروری ہے سوائے اس کے کہ اسے کسی معصیت (اللہ کی نافرمانی) کا حکم دیا گیا ہو تو اسے وہ ہرگز نہ مانے۔''

اسلامی تعلیمات کے اثرات

اسلام کی آخری دعوت تو عرب سے اٹھی۔ عربوں کو ہی اس کا علم بلند کرنے کا

۱۲۳ – صحیح الجامع الصغیر ۱/۳۳۰، مسلم مع نووی ۶/۱۲/۲۲۵ اس میں اَسْمَعُ وَ أُطِيْعُ کے الفاظ ہیں۔ ابن ماجہ (۲۸۶۲)

۱۲۴ – ریاض الصالحین. ۲۷۴. بتحقیق الالبانی: بخاری مع الفتح ۱۳/۱۳۰، حدیث (۷۱۴۴) مسلم مع نووی ۶/۱۳/۲۲۶، مسند احمد بحوالہ صحیح الجامع (۳۶۹۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرف حاصل ہے مگر اس نے کبھی حکومت و فرمانروائی کو عربوں کے ساتھ مخصوص نہیں کیا بلکہ جب تک عرب صالح رہے انہوں نے آدھی دنیا پر حکومت کی اور جب ان کی صلاحیت میں کمی واقع ہوئی تو جن عجمی قوموں کو عربوں نے فتح کیا تھا وہ اسلامی حکومت کی مسند نشین بن گئیں۔ اور انہوں نے عربوں پر بھی حکومت کی۔ ترکوں کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ پہلے وہ اسلام کے شدید ترین دشمن تھے مگر جب وہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہو گئے تو دنیائے اسلام کے آدھے سے زیادہ حصہ نے انہیں اپنا حکمران تسلیم کیا اور چاٹگام سے لے کر قرطاجنہ تک ان کی حکومت کے پھریرے اڑتے رہے۔ یہ تھے اسلامی تعلیمات کے اثرات۔ رہا آج کے مسلمانوں میں قومیت اور نسل کے امتیازات کا اچھا خاصا پایا جانا۔ تو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا جبکہ اس کو اسلامی تعلیمات سے کوئی واسطہ نہیں یہ مسلمانوں کی کوتاہی ہے نہ کہ اسلام کی یا اس کی تعلیمات کی۔

اسلام اور جہانگیریت میں فرق

اسلام اور جہانگیریت کے اس فرق سے ان کا معنوی فرق تو اور بھی زیادہ ہے۔ جہانگیریت دراصل ایک قوم کی توسیع مملکت اور حصول مال و زر کی خواہش کا نام ہے جسے مغربی قوموں نے تہذیب و تمدن کی اشاعت کا نام دیئے رکھا مگر درحقیقت وہ ہوس ملک گیری اور لوٹ مار ہی تھی جبکہ اسلام کی مقدس تعلیمات ان عیوب سے قطعاً پاک ہیں بلکہ اس کے برعکس اسلام تو اس قسم کی قوموں کے استیصال و بیخ کنی اور ان کی جگہ ایک عادلانہ نظام حکومت کے قیام کی دعوت دیتا ہے جس کی تفصیلات فتنہ و فساد کے تحت آ گئی ہیں (۱۲۵)

۱۲۵۔ اسلام اور جہانگیریت کے فرق کی تفصیلات کے لئے دیکھئے۔ الجہاد فی الاسلام۔ ۱۲۸ تا ۱۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی فتوحات کی توجیہہ

مومن کا مطلوب ومقصود محض اصلاح یا اللہ کی راہ میں جہاد شہادت ہوتا ہے نہ کہ مال غنیمت یا کشور کشائی۔

ایک سوال

یہاں ایک سوال کیا جا سکتا ہے۔ کہ اسلامی شریعت میں ملک گیری اور کشور کشائی کی غرض سے تلوار اٹھانا منع ہے پھر خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ان حملوں کی کیا توجیہہ کی جائے گی جو انہوں نے عراق وایران، شام ومصر، آرمینیا اور شمالی افریقہ وغیرہ ممالک پر کیے تھے؟

جواب

یہ اعتراض مخالفین اسلام نے بھی بڑی شد و مد سے اچھالا ہے اور رائی کا پہاڑ بنا ڈالا ہے۔ حالانکہ بات صرف اتنی سی ہے کہ اسلام حکومت کے معاملہ میں ''قومی'' اور ''اجنبی'' کی کوئی تمیز نہیں کرتا بلکہ ''عدل'' اور ''ظلم'' کو وجہ امتیاز قرار دیتا ہے۔ اگر کسی حکومت کا نظام عادلانہ وحق پرستانہ ہے تو اسلام اس کو مٹانے کی کوشش تو درکنار ایسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارادے کو بھی گناہ و ظلم سمجھتا ہے لیکن اگر کہیں معاملہ اس کے برعکس ہے تو اسلام ایک ظالمانہ نظام حکومت کو مٹا کر ایک سچا عادلانہ نظام حکومت قائم کرنا فرض اولین قرار دیتا ہے اور اس کا یہ مطلب نکالنا بھی کسی صورت میں صحیح نہیں کہ اسلام قومی حکومت کے خلاف ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ ہر قوم کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ اپنے احوال کی اصلاح خود کرے۔

مگر جب کسی قوم کے اعمال بگڑ جائیں اور اس کی اخلاقی حالت خراب ہو جائے اور وہاں فتنہ و فساد جیسے منکرات جنم لینے لگیں تو اسلام کے نزدیک اس قوم کو حکومت خود اختیاری کا حق باقی نہیں رہتا اور دوسرے لوگوں کو جو اس کے مقابلہ میں "صلح" یعنی زیادہ صلاحیت والے ہوں انہیں اس پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

نافرمان قوموں کو دھمکی

قرآن کریم میں نافرمان اور بدکار قوموں کو جگہ جگہ دھمکی دی گئی ہے۔ کہ اگر تم حق سے منہ پھیرو گے تو اللہ تمہارے بدلے دوسری قوم کو لا کھڑا کرے گا۔ سورہ محمد آیت 38، سورہ توبہ 39، سورہ نساء 133 اور دیگر مقامات پر یہ بات مذکور ہے۔ جس کا منشاء یہ ہے کہ حکومت حق صلاحیت کے ساتھ مشروط ہے اور صلاحیت ایک جوہر ہے جو ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں گنوائے ہیں۔

﴿يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ اُولٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ (۱۲۶)

"جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے اور

۱۲۶- سورہ آل عمران : ۱۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برائی سے روکتے ہیں اور جلد بھلائی کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اور یہی ہیں صالحین میں سے۔''

صالح لوگ

یہ صالح لوگ کسی ایک قوم یا ایک ملک کی جائیداد نہیں ہیں بلکہ نوع انسانی کی مشترکہ جائیداد ہیں اور سبھی کو ان کی صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کا برابر حق ہے اور اگر وہ لوگ اپنی خدمات کو بلا ضرورت کسی محدود جماعت یا علاقہ کے لیے مخصوص کر دیں تو یہ انسانیت پر ان کا ظلم ہوگا۔ اسلام نے ان کے لیے رنگ و نسل یا جغرافیائی تقسیم کے قبیل سے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ بلا قید تمام روئے زمین کے لئے ان کی قابلیتوں کے فوائد کو عام کر دیا ہے۔

چنانچہ سورہ انبیاء میں ارشاد الٰہی ہے

﴿اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ﴾ (۱۲۷)

''کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔''

یہ حکومت و سلطنت کے متعلق اسلامی تعلیم کی اصلی روح ہے اسے سمجھ لینے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ان فاتحانہ اقدامات کی علت بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ جن سے انہوں نے قیصر و کسریٰ کی بادشاہی کے تخت الٹ دیئے اور باطل کی فرمانروائی کے سارے طلسم کو درہم برہم کر دیا۔

عرب دنیا کی مذہبی و اخلاقی حالت

حقیقت یہ ہے کہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم کی قیادت میں مدنی ریاست کے قیام و تشکیل کے بعد پہلے اپنے ملک کی اصلاح کی۔

۱۲۷ - سورہ انبیاء : ۱۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اپنے ملک کی اصلاح سے فارغ ہو گئے تو پھر انہوں نے باہر کی دنیا پر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ تمام ہمسایہ ممالک پر ظالم بادشاہ اور جابر حکمران و امراء مسلط ہیں۔ قوت والوں نے کمزوروں کو غلام بنایا ہوا ہے۔ دولت والوں نے غریبوں کو خرید رکھا ہے۔ ایک انسان ہی اپنے جیسے دوسروں انسانوں کا الہ بنا ہوا ہے اور ان سے اپنی پرستش کروا رہا ہے۔ عدل وانصاف اور قانون نامی کوئی چیز نہیں ہے۔ بادشاہوں اور حاکموں کے اشارہ ابرو پر لوگوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں، عزتیں لٹتی ہیں، گھر برباد ہوتے ہیں اور قوموں کی قسمتوں کے فیصلے ہو جاتے ہیں۔ غریب محنتی لوگ اپنا خون پانی ایک کر کے جو دولت کماتے ہیں وہ طرح طرح کی زیادتیوں سے لوٹی جاتی ہے اور امراء کی عیش پسندیوں میں اڑادی جاتی ہے۔ حاکم لوگ پرلے درجے کے سیاہ کار، بدعمل اور ہوس پرست ہیں۔ اس لئے رعیت بھی ہر قسم کی معصیتوں میں مبتلا ہے۔ شراب نوشی، جوئے بازی اور زنا کاری کی عام اجازت ہے، رشوت ستانی وسود خوری اور خیانت کا بازار گرم ہے، نفس کی شرارتوں نے اخلاق وانسانیت کی تمام قیود کو توڑ رکھا ہے۔ بہیمی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انسان کسی قید سے آشنا نہیں رہا اور اس کی اخلاقی دنائت وگراوٹ اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ اگر تمدن کی ظاہری شان وشوکت کے پردے اٹھا کر دیکھا جائے۔ تو حیوانوں کو بھی اس کی حیوانیت پر شرم آنے لگے۔

دیگر ممالک کی حالت

ایران روم اور مصر وغیرہ ممالک اس زمانہ میں سیاسی و اخلاقی اور مذہبی حیثیت سے جس پستی کی حالت میں تھے۔ اس کے ذکر سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ حرام کاری میں باپ بیٹی اور بہن بھائی تک کی تمیز نہ تھی۔ مذہبی پیشوا تک بدترین اخلاقی جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔

ایران میں مزدکی مذہب نے سوسائٹی کے سارے نظام کو درہم برہم کر دیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روم میں امراء اور قیاصرہ کی نفس پرستیوں نے اخلاقی تنزل انتہا کو پہنچا دیا تھا۔ مصر وافریقہ کو رومیوں کی غلامی نے بدترین خصائل کا مجموعہ بنا دیا تھا۔ خود ممالک عرب سے متصل ممالک میں مصر وافریقہ کے اثرات نے اخلاقی مفاسد کا ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا تھا۔

ان حالات کی تفصیل اسلامی تاریخوں اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اور کتب سیرت کے بعض ابواب مثلاً نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے زمانہ کے عرب اور بیرونی دنیا کے مذہبی و اخلاقی معاشی و معاشرتی اور سیاسی حالات، اسی طرح بعثت نبوی کے وقت دنیا کی حالت بطور خاص مفید مطلب ہیں۔ (۱۲۸)

ان حالات کی تفصیلات تو اسلامی تاریخ وسیر کے علاوہ یورپی محققین مثلاً سر جان میلکم اور ایڈورڈ گبن وغیرہ کی تصنیفات میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں اور لیکی نے اپنی تصنیف ''ہسٹری آف یورپین مارلس'' میں بطور خاص اس عہد کے رومیوں کی اخلاقی ابتری کی تفصیلات مہیا کی ہیں۔

جماعتِ صحابہؓ اصلاح کے لیے کمربستہ

انسانی برادری کو اس ذلیل حالت میں مبتلا دیکھ کر ''صالحین'' کی وہ سرفروش جماعت صحابہ رضی اللہ عنھم اصلاح کے لیے کمربستہ ہوگئی۔ پہلے اس نے وعظ وتذکیر سے کام لیا۔ اور کسریٰ عجم، قیصر روم اور مقوقس مصر کو دعوت دی کہ اسلام کے قانون

۱۲۸- ان حالات کی تفصیل کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت وسوانح پر مبنی مولف کے ریڈیائی پروگرام کو حافظ ارشاد الحق صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی نے ''سیرت امام الانبیاء ﷺ'' کے نام سے کتابی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ جس کو مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ نے خوبصورت انداز میں شائع کر دیا ہے۔ مکمل تفصیل اس میں دیکھیں۔ (فاروق)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدل وحق پرستی کو اختیار کرلیں (۱۲۹)

جب انہوں نے اس دعوت کو رد کر دیا تو پھر مطالبہ کیا گیا کہ حکومت وفرمانروائی کی مسند کوان لوگوں کے لیے خالی کردیں جواس کے اہل ہیں مگر جب اس مطالبہ کو بھی رد کر دیا گیا اور اس کے جواب میں تلوار پیش کی گئی تو صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں مذکور اس اصول پر عمل پورا ہو گیا جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ اور قیامت تک آنے والے تمام عساکر اسلام کو عنایت فرمایا۔

عساکر اسلامی کے لیے ایک اصول

مسلم کی ایک قدرے طویل حدیث میں اس اصول کا ذکر اس طرح ہوا ہے کہ آپ ﷺ جب کسی کو افواج اسلامی پر یا کسی چھوٹے عسکری سریئے پر امیر مقرر کرتے تو اسے جو نصیحتیں فرمایا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہوتی کہ

﴿اِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ اَوْ خِلَالٍ فَاَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبِلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ﴾

”جب تم کفار و مشرکین میں سے اپنے دشمن کے روبرو ہو تو اسے تین باتوں کی طرف (باری باری) دعوت دو اور ان میں سے جس کو بھی وہ مان لیں انہیں اختیار ہے اور آپ کو ان کے ساتھ قتال سے باز آجانا چاہیے۔“

اور جو تین امور بتائے ان میں سے یہ پہلا ہے۔

اور دوسری بات ہے۔

۱۲۹۔ ان حضرات کی طرف لکھے گئے مکتوبات مصطفیٰ ﷺ کے لئے دیکھئے مشکوۃ بتحقیق الالبانی ۲/ ۱۱۴۹، ۱۱۵۰۔ صحیح مسلم مع شرح النووی ۶/ ۱۲/ ۱۰۳، ۱۱۲ طبع بیروت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿ اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ ﴾

''انہیں اسلام لانے کی دعوت دو اگر وہ قبول کر لیں تو ان کے ساتھ قتال کرنے سے رک جاؤ۔''

﴿ فَاِنْ هُمْ اَبَوْ فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ قَاتِلْهُمْ ﴾ (۱۳۰)

''اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ کا مطالبہ کریں اگر وہ جزیہ دے کر اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر لیں تو بھی ان کے ساتھ قتال سے رک جاؤ اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو پھر اللہ سے مدد مانگیں اور ان کے ساتھ قتال و جہاد کریں۔''

فتوحات صحابہ کی علت وتوجیہہ

خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے یکے بعد دیگرے مختلف اقوام کے سامنے ان تینوں امور کو رکھا۔ مگر ان کی طرف سے اس کے جواب میں تلوار پیش کی گئی تو پھر مٹھی بھر انسانوں کی اس بے سرو سامان جماعت نے اٹھ کر بیک وقت دو عظیم الشان سلطنتوں روم اور اور ایران کے تختے الٹ دیئے اور سرحد ہندوستان سے لے کر شمالی افریقہ تک جو لوگ ان کے ظلم سے پامال ہو رہے تھے۔ ان سب کو یک لخت آزاد کر دیا۔ یہ ہے خلفاء و صحابہ کی فتوحات کی علت وتوجیہہ۔

اب جا و بے جا اور بلا وجہ اعتراض کرنے والوں کو اختیار ہے کہ صحابہؓ کے اس

۱۳۰-مختصرًا از مشکوۃ ۱۱۵۰/۲، مسلم مع نووی ۳۷/۱۲/۶ تا ۳۹، الجهاد السیر، صحیح ابی داؤد ، الجهاد حدیث (۲۲۷۶)، صحیح الترمذی، السیر حدیث (۱۳۱۷)، سنن ابن ماجه حدیث (۲۸۵۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدس فعل جہاد کو جہانگیری سے تعبیر کریں یا تعدی وزیادتی کہیں مگر تاریخ کے اس بیان کر ہرگز نہیں جھٹلا سکتے کہ ان کی حکومت نے ان قوموں کو پستی کی ان اتھاہ گہرائیوں سے نکالا جن میں وہ گری ہوئی تھیں، انہیں مادی واخلاقی اور روحانی ترقی کی معراج پر پہنچایا اور جو ملک تہذیب وتمدن کے لئے بنجر ہو گئے تھے۔ ان میں سے نئے سرے سے نمو اور روئیدگی کی وہ قوتیں پیدا کیں کہ آج تک عالم انسانی میں ان کے گلزار کی مہک باقی ہے۔ قوم پرستی کا مذہب تو شاید یہی فیصلہ کرے۔ کہ ایران وروم چاہے مٹ جائے مگر عربوں کو ان پر حملہ کرنے کا کوئی حق نہ تھا لیکن صداقت کا مذہب یہ کہتا ہے۔ کہ انہوں نے اس طرح انسانیت کی سب سے بڑی خدمت انجام دی اور درحقیقت یہ اس دنیا کی بدقسمتی تھی کہ اس کا ایک بڑا حصہ اس جماعت قدوسیاں کی خدمت سے محروم رہ گیا کہ جس سے زیادہ صالح جماعت چشم فلک پیر نے روئے زمین پر کبھی نہیں دیکھی (۱۳۱)

❁❁❁

۱۳۱- للتفصیل الموضوع : الجہاد فی الاسلام، ص ۱۴۴ تا ۱۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مال غنیمت

علم وفکر کی آڑ میں حملہ تشکیک

مخالفین اسلام نے یوں تو اسلام کے تقریباً پورے نظام پر ہی رنگا رنگ اعتراضات کیے ہیں جو کہ دراصل ان کے خبث باطن کا نتیجہ ہے کہ جب کسی چیز کو اپنانے کی توفیق نہ ہو تو پھر ایسے لوگ یہ بھی اپنا فرض سمجھ لیتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس سے دور رکھا جائے۔ اور اس کے لئے اگر کوئی اوچھا ہتھکنڈا اختیار کیا گیا ہوتا تو انہیں فائدے کی بجائے نقصان پہنچنے کا زیادہ خطرہ تھا لہٰذا اعدائے اسلام نے دانا دشمن بن کر اسلام کے ناداں دوستوں کو ایسے میٹھے زہر سے مار دینے ہی میں عافیت سمجھی۔ کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ چنانچہ انہوں نے علم وفکر اور تحقیق وانکشافات کی آڑ لیکر اسلامی تعلیمات میں کیڑے نکالنے شروع کر دیئے اور اسلام کی عمومی تعلیمات کی طرح ہی انہوں نے جہاد اسلامی کے مقدس مقاصد اور روح پرور نتائج پر بھی تشکیک کا حملہ کیا اور طرح طرح کے اعتراضات گھڑ دیئے اور دیگر نواحی کی طرح ہی ''جواز غنیمت'' کا موضوع بھی ان سے نہ بچ پایا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مال غنیمت کے سلسلہ میں اسلام نے تدریجی اصلاح کا طریقہ اپنایا اور اسے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقام دیا جو کہ خود اعتراض کرنے والوں کے قوانین سے بھی کہیں عمدہ اور بہتر ہے جو کہ آئندہ تفصیلات سے کھل کر سامنے آجائے گا۔ ان شاء اللہ

مال غنیمت کا پس منظر

غنیمت کے بارے میں اسلام کے بارے میں تدریجی عمل اصلاح کو سمجھنے کے لئے مال غنیمت کے پس منظر سے واقفیت از بس ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عربوں میں مال غنیمت کا شوق انتہائی حد تک پایا جاتا تھا۔ بلکہ مال غنیمت کا حصول ہی سب سے بڑا لالچ تھا جس کے لیے وہ جنگ کے خطرات برداشت کرتے اور مرنے مارنے پر آمادہ ہو جایا کرتے تھے۔ عربوں کی جنگ کے عین مفہوم میں لوٹ مار داخل تھی۔ حتیٰ کہ لفظ ''حرب'' اور یا جنگ کے مدلول کا تصور ہی اس وقت تک دماغوں میں مکمل نہ ہو سکتا تھا جب تک کہ اس میں لوٹ مار کا مفہوم شامل نہ ہو۔ ایک عرب باشندہ جب ہتھیار سنبھالتا تھا تو پہلی تمنا جو اس کے دل میں پیدا ہوتی تھی کہ اسے خوب مال غنیمت اور لونڈی غلام ہاتھ آئیں گے۔ تجارت یا محنت و مشقت سے حاصل کیا ہوا مال ان کی نگاہوں میں عزت ذلیل و حقیر ہوتا تھا۔ ان کے نزدیک اصلی عزت اس مال کے حاصل کرنے میں تھی۔ جسے وہ میدان جنگ سے لوٹ کر لائیں۔ اسی غرض کے لیے مختلف قبیلے دن رات ایک دوسرے پر چھاپے مارا کرتے تھے کہ بکریاں اونٹ، لونڈی غلام اور مال و متاع لوٹ لائیں حتی کہ یہی شوق انہیں زیادہ تر جنگ پر ابھارا کرتا تھا۔ عربی زبان کے شعری ادب میں ہماری بات کے بکثرت دلائل موجود ہیں۔ مثلاً ایک شاعر اپنے شوق غنیمت کو اس طرح ظاہر کرتا ہے۔

فلئن بقیتُ لا رحلن بغزوۃ
تحوی الغنائم او یموت کریم

''اگر میں زندہ رہا تو ایسی جنگ پر جاؤں گا۔ جس میں خوب مال غنیمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمیٹا جائے یا کم از کم ایک شریف آدمی لڑ کر جان دے دے"

ایک دوسرے شاعر نے اپنے قبیلے کی تعریفیں کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے گھوڑے جب تک ایک قبیلہ "جناب" پر حملہ کریں اور کوئی مال غنیمت ہاتھ نہ آئے تو دوسرے قبائل "جناب" و "ضبہ" ٹوٹ پڑتے ہیں جبکہ وہ گھروں میں ہوتے ہیں۔ پھر جو مرے سو مرے اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اگر وہاں سے کوئی بھی ہاتھ نہ لگے تو لوٹ مار کے جوش میں خود اپنے بھائیوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

و احیانا علی بکر اخینا

اذا مالم نجد الا اخانا

"اور کبھی تو خود اپنے بھائی بکر پر حملہ کر بیٹھتے ہیں۔ جبکہ ہمیں اپنے بھائی کے سوا لوٹ مار کے لئے اور کوئی نہ ملے۔"

جب کوئی قبیلہ جنگ کے لئے نکلتا تو عورتیں اپنے شوہروں سے مال غنیمت کے بغیر واپس نہ آنے کی قسمیں لیا کرتی تھیں۔ چنانچہ عمرو بن کلثوم کہتا ہے کہ عورتوں نے اپنے شوہروں سے عہد لیا کہ جب بہادری کے تمغے اور نشانات لگائے دشمن سے ملیں تو کس لیے۔

لکی یسلبن افراساً و بیضا

واسری فی الجال مقر نینا

"تاکہ گھوڑے اور صیقل شدہ تلواریں لے کر لوٹیں اور لونڈی غلام رسی سے بندھے ہوئے لے کر آئیں۔"

اور یہی شاعر دوسری جگہ اظہار فخر کے طور پر کہتا ہے:

فآبوا بالنھاب و بالسّبایا

و اُبْنَا بالملوک مصفدینا

"دوسرے لوگ تو لوٹے ہوئے مال اور لونڈی غلام لے کر واپس ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہم بادشاہوں کو لے کر پلٹے جو کہ بندھے ہوئے تھے۔"

یوم مسحلان میں بنی شیبان کو بنی کلب پر جو فتح حاصل ہوئی تھی اس کی کیفیت ایک شیبانی شاعر یوں بیان کرتا ہے:

عشية ولی جمعهم فتنا بعوا
فصار الينا نهبة و عوانسه

"اس رات ان کی جمعیت بھاگی اور بھاگے ہی چلی گئی پھر ان کا مال اسباب اور انکی دراز قد کنواری لڑکیاں ہمارے ہاتھ آ گئیں۔"

اس غنیمت کے شوق میں ایسا بھی ہوتا ہے جب کوئی فوج کسی قبیلہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلتی تو کئی مال غنیمت کے بھوکے محض لوٹ مار کے لئے ان کے ساتھ ہو جاتے تھے چنانچہ حارث بن حلزہ ایک قبیلہ پر نعمان بن منذر کی چڑھائی کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

فنادت له قراضبة من
كل حی كانهم القاء

"اس کی مدد کے لیے ہر قبیلہ سے بھوکے لٹیرے جمع ہو گئے گویا کہ وہ عقاب تھے۔"

یہ لوٹ مار عربوں کی جنگ کے اولین مقاصد میں سے تھی اور عقلائے عرب اس جنگ کو ہی بے کار و بے نتیجہ سمجھتے تھے جس میں کچھ ہاتھ نہ آئے حتی کہ اکثم بن صیفی جو کہ اپنی قوم کا بڑا جہاندیدہ و فرزانہ شخص تھا۔ وہ بھی کہا کرتا تھا کہ:

﴿اهنا الظفر كثرة الاسرىٰ و خير الغنيمة المال﴾ (۱۳۲)

"بہترین فتح وہ ہے جس میں بہت سے قیدی ہاتھ آئیں اور

---

۱۳۲ - الجہاد فی الاسلام۔ ص ۱۸۷ - ۱۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین غنیمت وہ ہے جس میں مال (یعنی اونٹ و بکریاں وغیرہ) ہاتھ لگیں۔''

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے قبل زمانہ جاہلیت کی جنگوں کے بنیادی مقاصد اور ان کے شوق غنیمت کا یہ حال تھا۔

شوق غنیمت کی اصلاح کے لئے تدریجی عمل اور طریقے

جب نور اسلام طلوع ہوا تو ظاہر ہے کہ عرب لوگ اس موروثی رغبت وشوق کو لئے ہوئے مشرف بہ اسلام ہوئے اور ناممکن تھا کہ صدیوں کی متوارث ذہنیت کو دفعتہً یعنی فی الفور بدل دیا جاتا۔ جیسا کہ شراب کی حرمت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے اسی تدریجی عمل کو اپنایا تھا کہ وہ بھی ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی اور تجارت نام ہی شراب فروشی رہ گیا تھا تو ان کی اس موروثی عادت کو اللہ تعالیٰ نے دفعتاً نہیں چھڑایا بلکہ تین مختلف مواقع پر آہستہ آہستہ شراب کی قباحتیں بیان کرنے کے بعد بالآخر اسے حرام قرار دے دیا جس کی تفصیل ہم شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت کے ضمن میں باذن اللہ عنقریب ذکر کریں گے۔ (۱۳۳)

اسی طرح کا تدریجی عمل اس مال غنیمت کے شوق کو چھڑانے اور اس کا مقام متعین کرنے کے لیے بھی اختیار کیا گیا تھا۔ جو کہ واقعی نتیجہ آور ثابت ہوا۔ جب نو واردان اسلام عربوں کی اصلاح مقصود تھی تو ایک حکیمانہ مذہب جو فطرت سے جنگ نہیں بلکہ اس کی اصلاح چاہتا تھا۔ وہ اس سے بہتر طریقہ کیا اختیار کر سکتا تھا کہ نفس غنیمت کو حلال کر دیتا۔ مال غنیمت کی حلت قرآن کریم کی سورہ انفال میں ہے۔

﴿فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

۱۳۳۔فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ کی ''شراب اور دیگر منشیات'' کی حرمت کے متعلقہ تمام ریڈیائی تقاریر کو راقم نے مرتب کیا ہے۔ جو کہ مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ سے شائع ہو چکی ہے۔ (فاروق)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ﴿ (۱۳۴)

''پس جو کچھ تم نے مال حاصل کیا ہے اسے کھاؤ کہ وہ حلال اور پاک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

اور صحیح بخاری و مسلم میں مذکور ارشاد نبویؐ سے بھی ثابت ہے (۱۳۵) اور بالواسطہ طریقوں سے غنیمت کے شوق کو گھٹانے اور اس کی حدود کو کم کرنے کی کوشش کرتا؟ اور فی الواقع اسلام نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ جس نے دلوں سے شوق غنیمت ہی کو دور کر دیا اور جو تھوڑا بہت باقی رہ گیا۔ اس کی اصلاح کے دائرہ کو بہت محدود کر دیا۔ اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ ہم تین طریقے ذکر کر رہے ہیں۔

پہلا طریقہ

پہلا طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ اسلام نے غنیمت کی معنوی قیمت اس قدر گرادی کہ لوگوں کے دلوں میں حصول غنائم کا شوق ہی باقی نہ رہا۔ پہلے کہا کہ جو شخص غنیمت حاصل کرنے کی نیت سے جہاد کرے گا اسے جہاد کا ثواب نہیں ملے گا۔

مال غنیمت کے لیے لڑنے والے کو ثواب نہیں

جیسا کہ سنن ابی داؤد، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا ''اے اللہ کے رسول ﷺ۔

﴿رَجُلٌ يُرِيْدُ الْجِهَادَ وَ هُوَ يُرِيْدُ عِرْضًا مِنَ الدُّنْيَا﴾

''ایک شخص جہاد کرتا ہے اور دینوی مال و متاع بھی حاصل کرنا

۱۳۴ – سورہ انفال: ۶۹

۱۳۵ – مشکوۃ ۲/۱۱۶۷ بتحقیق الالبانی. و فقه السنه سید سابق ۲/۲۷۲. ۲۷۳ طبع بیروت مسلم مع النووی ۶/۱۲/۵۳ بیروت بخاری مع الفتح ۶/۲۲۰ حدیث (۳۱۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

﴿لَا اَجْرَ لَهٗ﴾

"اسے کوئی ثواب نہیں ہوگا۔"

یہ بات لوگوں تک پہنچی تو انہوں نے کہا اس شخص سے مطالبہ کیا کہ وہ دوبارہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بات پوچھے کیونکہ ممکن ہے وہ آپ ﷺ کے جواب کو اچھی طرح نہ سمجھ پایا ہو۔ وہ دوبارہ گیا سوال کیا اور وہی جواب پایا۔ لوگوں نے پھر تیسری مرتبہ بھیجا تو اس نے اپنا سوال دہرایا۔ تب نبی اکرم ﷺ نے وہی جواب دیا

﴿لَا اَجْرَ لَهٗ﴾ (۱۳۶)

"اسے کوئی ثواب نہیں ہوگا۔"

مجاہد کون

اسی طرح صحیح بخاری و مسلم اور سنن ابی داؤد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور پوچھا کہ مال غنیمت، تاریخ میں نام پیدا کرنے اور شجاعت دکھانے والوں میں سے کون مجاہد فی سبیل اللہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان تینوں کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةَ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ (۱۳۷)

"جس نے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے جہاد کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ

۱۳۶- بحوالہ الترغیب والترهیب للمنذری ۱۲۱/۳۔ صحیح ابی داؤد الجهاد حدیث.(۲۱۹۵) مسند احمد ۲۹۰/۲. موارد الظمآن . الجهاد حدیث.(۱۶۰۴)

۱۳۷-مسلم مع نووی ۴۹/۱۳/۷ — ۵۰ ، الترغیب ۱۲۱،۱۲۰/۳ بخاری ۳۴،۳۳/۶ (۲۸۱۰) صحیح ابی داؤد (۲۱۹۷) صحیح ترمذی (۱۳۴۳) صحیح نسائی (۲۹۳۹) ابن ماجه (۲۷۸۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

اس طرح آپ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ ثواب صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو دل کو دینوی اغراض سے پاک رکھ کر خالص رضائے الٰہی کے لئے جہاد کریں۔

پورا اجر کس کو؟

جب لوگوں کے دلوں میں غنیمت سے زیادہ حصول ثواب کی قدر پیدا ہوگئی تو بتایا کہ جو شخص دنیا میں ہی اپنے جہاد کا فائدہ حاصل کر لے گا۔ اس کے لیے جہاد کا ثواب آخرت میں کم ہو جائے گا اور جو دنیا میں فائدہ نہ اٹھائے گا۔ اس کو آخرت میں پورا ثواب ملے گا۔

چنانچہ صحیح مسلم ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں ارشاد نبویؐ ہے۔

﴿ مَا مِنْ غَازِيَةٍ سَرِيَّةٍ تَغْذُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ يَسْلَمُوْنَ وَيُصِيْبُوْنَ الَّا لُوْا ثُلُثَىْ اَجْرِهِمْ. وَمَا مِنْ غَازِبَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ خَوَّفُ وَ تُصَابُ اِلَّا تَمَّ اَجْرُهُمْ ﴾ (۱۳۸)

"جس فوج نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور سلامت رہی اور مال غنیمت بھی پایا تو انہوں نے اپنے ثواب کا دو تہائی حصہ یہیں پالیا اور مجاہدین میں سے جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران غنیمت نہ پائیں ڈرائے دھمکائے اور زخم پہنچائے جائیں تو انہیں پورا ثواب ملے گا۔"

جبکہ مذکورہ کتب کی ہی دوسری حدیث میں تو اور بھی وضاحت کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

۱۳۸- الترغيب والترهيب ۳۳۰/۲ طبع دارالاخاء بيروت ، مسلم مع نووى ۵۲/۱۳/۷-۵۳، صحيح ابى داؤد حديث(۲۱۸۱) ، صحيح نسائى ۲۵۵/۲(۲۹۲۸) ، ابن ماجه (۲۷۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْذُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَيُصِيْبُوْنَ الْغَنِيْمَةَ اِلَّا تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اَجْرِهِم مِنَ الْآخِرَةِ وَ يَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ وَ اِنْ لَمْ يُصِيْبُوْا غَنِيْمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ ﴾ (۱۳۹)

”جن مجاہدین نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور مال غنیمت بھی پالیا انہوں نے اپنے آخرت کے ثواب میں سے دو تہائی حصہ یہیں پالیا اور صرف ایک تہائی باقی رہ گیا اور اگر وہ غنیمت نہ پائیں تو انہیں پورا اجر ملے گا۔“

نبی اکرم ﷺ کی اس تبلیغ نے مسلمانوں میں مال غنیمت کی آرزو سے بڑھ کر حصول ثواب کی تمنا پیدا کر دی اور وہی عرب جو کبھی مال غنیمت ہی کے لئے میدان میں نکلا کرتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مال و متاع سے اس قدر بے نیاز ہو گئے۔ کہ ان کے سامنے پیش بھی کیا جاتا تو وہ لینے سے انکار کر دیتے تھے۔

مال غنیمت کے لینے سے انکار کرنا

1- ابو داود میں ہے کہ جب غزوہ تبوک پر جانے کا اعلان کیا گیا تو حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ جو شخص مجھے اپنے ساتھ جہاد میں لے جائے گا۔ اسے اپنے غنیمت کے حصہ سے آدھا دے دوں گا۔ ایک انصاری صحابی انہیں ساتھ لے گئے۔ اور غزوہ میں عساکر اسلامی کو جو غنائم ملیں۔ ان میں سے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حصہ میں نہایت عمدہ قسم کے جوان اونٹ آئے۔ جن میں سے انہوں نے آدھے اس انصاری صحابی کو دینے چاہے تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا

﴿ خُذْ قَلاَ ئِصَکَ يَا اِبْنَ اَخِيْ فَغَيْرَ سَهْمَکَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَرَدْنَا﴾ (۱۴۰)

''اے میرے بھتیجے اپنے یہ اونٹ تم اپنے ہی پاس رکھو ہم نے ان کی بجائے کسی دوسری چیز کی تمنا کی تھی۔''

امام خطابی معالم السنن شرح ابی داوٗد میں لکھتے ہیں کہ ان کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کہا ''میں تیرے مال غنیمت سے حصہ حاصل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا بلکہ میں تو اجر و ثواب میں شریک ہونا چاہتا تھا۔''

2- اسی طرح سنن نسائی میں مذکور ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا دوران جہاد کچھ مال غنیمت آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے دوسرے مجاہدین کی طرح اس اعرابی کا بھی حصہ نکالا۔ تو اس شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

﴿مَا عَلٰی هٰذَا اتَّبَعْتُکَ وَلٰکِنِّیْ اتَّبَعْتُکَ عَلٰی اَنْ أَرْمِیْ اِلٰی هٰهُنَا وَ اَشَارَ اِلٰی حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَاَمُوْتُ فَاَدْخُلَ الْجَنَّةَ﴾

''میں نے اس متاع دنیا کے لئے آپ کی اتباع نہیں کی بلکہ میں نے آپ کی اتباع اس لیے کی ہے۔ کہ اپنے حلق میں اس جگہ تیر کھاؤں اور شہادت پا جاؤں۔ یہ کہتے ہوئے اس صحابیؓ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ بھی کیا۔''

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیرا یہ معاملہ اللہ کے ساتھ صداقت پر مبنی ہے تو وہ تیری تمنا کو ضرور پورا کرے گا۔'' ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ دوبارہ دشمن سے مقابلہ کے لئے اٹھے۔ پھر لوگ اس صحابیؓ کو اٹھائے ہوئے نبی اکرمؐ کی خدمت میں لائے اور اسے واقعی حلق کی عین اس جگہ تیر لگا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ نبی اکرم

۱۴۰- ابو داؤد مع العون ۷/ ۳۳۵-۳۳۶ طبع مدنی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے پوچھا

﴿اَهُوَ هُوَ؟﴾

''کیا یہ وہی نہیں؟''

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''ہاں وہی ہے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿صَدَقَ اللّٰهُ فَصَدَقَهُ﴾

''اس نے اللہ کے ساتھ اپنے معاملہ کو سچا کیا اللہ نے اس کے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔''

پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دعائے جنازہ میں یہ الفاظ بلند آواز سے کہے:

﴿اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ﴾

''اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے جو تیری راہ میں ہجرت کر کے آیا۔''

﴿فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ﴾ (۱۴۱)

''اس نے شہادت کی موت پائی اور اس پر خود میں گواہ ہوں۔''

سبحان اللہ............زہے نصیب............

مجاہدین اسلام کے دلوں سے مال غنیمت کا شوق ختم کرنے کا یہ پہلا طریقہ تھا۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا جو کہ مذکورہ دونوں صحابیوں کے واقعات کی رو سے آپ کے سامنے ہے۔

دوسرا طریقہ

۱۴۱ – نسائی مع التلیقات السلفیه للعلامه عطاء اللّٰه حنیف بھوجیانی ۱/ ۲۲۴، کتاب الجنائز باب الصلوة علی شهدآ طبع لاهور المکتبه السلفیه صحیح حدیث (۱۸۴۵)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ مال غنیمت میں محتاجوں، معذوروں، یتیموں اور مسکینوں کی پرورش، بے یارو مددگار مسافروں اور عام قومی ضروریات کے لئے پانچواں حصہ مقرر کردیا گیا۔ چنانچہ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ نے غنائم کو تقسیم کرنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ﴾ (۱۴۲)

''اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت تمہیں حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ؐ اور اہل قرابت اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حصہ ہے۔''

اس طرح بھی مال غنیمت میں سے افرادِ فوج کے حصہ میں کافی کمی کردی گئی اور اس کا ایک معتد بہ حصہ نیک کاموں کے لئے الگ کرلیا گیا۔ یہاں اللہ کے حصہ نیک کاموں کے لئے الگ کرلیا گیا۔

یہاں اللہ کے حصہ کا ذکر تبرکاً ہے ورنہ وہ تو خالق و مالک کائنات ہے اور ان پانچ مصارف غنیمت میں سے اللہ و رسول کا حصہ کا مصرف فقراء، اسلحہ کی خریداری اور جہاد کی تیاری ہے۔

جیسا کہ ابوداؤد و نسائی میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک معمولی سی چیز ہاتھ میں لے کر فرمایا:

﴿لَا یَحِلُّ لِیْ مِنْ غَنَائِمُکُمْ مِثْلُ هٰذَا اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِیْکُمْ﴾ (۱۴۳)

''میرے لئے تمہارے اموال غنیمت میں سے خمس کے سوا اس چیز

---

۱۴۲ – سورہ انفال : ۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسی بھی کوئی چیز حلال نہیں ہے اور خمس بھی تمہیں ہی لٹا دیتا ہوں (یعنی فقراء، شراء اسلحہ اور جہاد کی تیاری وغیرہ پر"

اور خاص نبی اکرم ﷺ کے اخراجات صحیح مسلم میں مذکور حدیث کی رو سے یہود بنی نضیر کے مال فئی سے پورے ہوتے ہیں کہ جو جہاد کئے بغیر ہی حاصل ہو گئے تھے۔ ان میں سے بھی ایک سال کا معمولی خرچہ نکل جانے کے بعد باقی مال جہاد و مجاہدین پر ہی صرف ہو جاتا تھا۔ اہل قرابت سے مراد نبی اکرم ﷺ کے وہ اہل قرابت ہیں جنہوں نے اشاعت اسلام میں آپ ﷺ کی مدد و نصرت کی۔

صحیح بخاری و مسند احمد کی ایک حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے یہ حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب میں تقسیم فرمایا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت کے مطابق یہ عوض ہے ان کے اموال زکوۃ سے محروم رہنے کا۔ اسی طرح یتیموں مسکینوں کے حصے ہیں اور بے یار و مددگار مسافروں کے۔ یہ خمس کے مصارف ہیں اور باقی چار حصے افواج پر تقسیم کئے جائیں گے۔ اور ان کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ (۱۴۴)

تیسرا طریقہ

مال غنیمت کا شوق کم کرنے، لوگوں کے دلوں سے اس کی قدر و قیمت گرانے او اس کے ذرائع کو محدود کرنے کے لئے تیسرا طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ پہلے تو ہر اس مال پر غنیمت کا اطلاق ہوا کرتا تھا جو ایک فوج کسی ملک سے حاصل کرے۔ چاہے وہ کسی بھی طریقہ سے حاصل ہو۔

۱۴۳-ابوداؤد مع العون ۷/۳۵۹= فقہ السنہ ۲/۶۷۵ صحیح نسائی ۳/۸۶۵ (۳۸۵۸، ۳۸۵۹) والصحیحہ تحت شرح حدیث (۹۸۵ ص ۲/۶۷۷

۱۴۴- انظر فقہ السنہ سیرت سابق ۲/۶۸۵ . ۶۷۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مال غنیمت اور مال فئی میں فرق

اسلام نے غنیمت صرف اسی مال کو قرار دیا جو میدان جہاد میں دشمن کی افواج سے فاتح فوج کے ہاتھ لگے۔ دوسرے کسی مال کو غنیمت نہیں کہا گیا بلکہ اسے لوٹ مار شمار کیا گیا اور اس کی ممانعت کر دی۔ جس کی تفصیل جہاد اسلامی کے دوران مجاہدین کے جنگی ضابطہ اخلاق کے ضمن میں ہم نے ذکر کی ہے۔ اس سے ایک طرف عام سلب ونہب یا لوٹ مار جو ہر غیر فوجی آبادیوں میں کی جائے وہ غنیمت کی حدود سے خارج ہو گئی۔ دوسری طرف وہ مال بھی غنیمت کی تعریف سے نکل گیا جو قتال و جہاد کے بغیر ہی صلح یا امان کے ذریعے مسلمانوں کے ہاتھ ہو گئی۔

مزید برآں اس تعریف کی رو سے وہ تمام املاک بھی غنیمت کی حدود سے خارج ہو جاتی ہیں جو قتال و جہاد کی کاروائی کے نتیجہ میں دشمن حکومت کی ملک سے نکل کر اسلامی حکومت کے قبضہ میں آ جائیں۔

مال فئی اور قرآن

اسلام نے ان دوسری اقسام کے اموال کو فوج میں تقسیم کرنے کے بجائے حکومت اسلامیہ کی ملک قرار دیا ہے۔ جسے مال فئی کہا گیا ہے۔ اور اس کا ذکر سورہ حشر میں بالتفصیل آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الہٰی ہے۔

﴿وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾ (۱۴۵)

''اور جو فئی کا مال اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو عطا فرمایا ہے جس پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے اور اللہ اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایسا مال فئی جو اللہ تعالیٰ بستیوں کے لوگوں سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دے وہ اللہ اس کے رسول، اہل قرابت، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ تمہارے مالداروں کے مابین ہی گردش نہ کرتا پھرے۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ صرف وہ مال مفتوحہ ہی غنیمت کے تحت آتے ہیں جنہیں اسلامی فوج نے میدان جہاد میں قتال اور گھوڑے اونٹ دوڑا کر حاصل کیا ہو اور وہ اموال واملاک اور اراضی جو اس کے بغیر ہی حاصل ہو جائیں۔ وہ اسلامی حکومت کی مِلک ہیں اور اللہ و رسولؐ کے کاموں پر خرچ ہونے کے لیے ہیں۔

ایک اہم بات

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ میدان جہاد سے ہاتھ لگنے والے اموال کے غنیمت ہونے سے یہ بھی مراد نہیں کہ جس سپاہی کے ہاتھ جو کچھ لگے جو اسے لے لے۔ یہ غنیمت نہیں بلکہ غلول وخیانت ہے جس کی قباحت بالتفصیل بیان کی جاچکی ہے۔

غنیمت کے لیے اسلامی ضابطہ

غنیمت کے لیے اسلامی ضابطہ یہ ہے کہ دوران جہاد جو کچھ جو فوجیوں کے ہاتھ لگے۔ وہ لڑائی کے خاتمے پر امیر لشکر کے سامنے رکھا جائے وہ اس میں سے پانچواں

۱۴۵۔ سورہ حشر: ۶۔۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ بیت المال کے لیے نکال کر بقیہ چار حصے انصاف کے ساتھ فوجیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں اس قاعدے سے صرف کھانے پینے کی معمولی اشیاء مستثنٰی ہیں جنہیں ضرورت استعمال کر لینے کے جواز کا بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ جیسا کہ غلول یعنی غنیمت میں خیانت کے ضمن میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ (۱۴۶)

خلاصہ تفصیل

مذکورہ تین طریقوں میں سے ایک تو اسلام نے غنیمت کے شوق کو کم کیا جو کہ لوٹ مار اور غارتگری کا اصل محرک تھا۔

دوسری طرف ایسے قوانین اور ضابطے مقرر کیے کہ غنیمت کا دائرہ گھٹ کر صرف ان اموال تک محدود رہ گیا جو اعمال جہاد کے سلسلہ میں دشمن کی شکست خوردہ افواج سے حاصل ہوتے ہیں۔

اور تیسری طرف اس مال غنیمت میں سے بھی پانچواں حصہ نیک کاموں کے لیے لے لیا گیا۔

غنیمت کے بارے میں اسلامی قوانین اور مغربی قوانین میں فرق

اسلامی اصطلاح میں لفظ غنیمت جس چیز پر بولا جاتا ہے وہ بعینہ وہی ہے جسے مغربی قانون میں غنائم جنگ (SPOILS OF WAR) کہا جاتا ہے جسے تمام دنیا کے قانون سازوں نے فاتح کا فطری حق تسلیم کیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مغربی قانون تمام اموال غنیمت کو حکومت کا حق سمجھتا ہے اور اسلامی قانون ان میں سے صرف پانچواں حصہ لے کر باقی چار حصے ان جانباز افواج میں تقسیم کر دیتا ہے۔

۱۴۶ – والنظر نیل الاوطار ۴/۷/۲۹۳، ۲۹۶ بیروت فتح الباری ۶/۲۵۵، ۲۵۷ طبع دار الاشاعت سعودیہ مسلم مع النووی ۶/۱۲/۱۰۲، ۱۰۳ طبع بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اور خون بہا کر انہیں حاصل کیا ہوتا ہے۔

اسلامی قانون کا کمال

یہاں اسلامی قانون کا ایک اور کمال دیکھیں کہ مغربی قانون چونکہ مال غنیمت کو حکومت کا حق قرار دیتا ہے۔ اس سے سپاہیوں میں چوری اور خیانت کی عادت جنم لیتی ہے وہ اموال غنیمت کو چھپا کر بداخلاقی کا شکار ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلامی قانون سپاہیوں کو ان کے حصہ سے محروم نہیں کرتا اور انہیں اس طرح دیانت وامانت کی مشق کراتا ہے کہ پہلے ان سے سب کچھ رکھوالیتا ہے اور پھر غریبوں کے لئے پانچواں حصہ لے کر باقی چار حصے انہی سپاہیوں میں تقسیم کردیتا ہے۔ (۱۴۷)

اسلام میں جواز غنیمت پر اعتراض کرنے والے لوگ ان سب حقائق پر غور کر لیتے تو یقیناً ایسے اعتراضات اٹھانے کی جسارت ہی نہ کر پائیں کہ جن کے نتیجہ میں لینے کے دینے پڑ جائیں۔

❁❁❁

۱۴۷ - مختصراً از الجہاد فی الاسلام ۔ ص ۲۶۲ تا ۲۷۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج اور قربانی کے موضوع پر لکھی منفرد انداز کی حامل

سُوئے حرم

تصنیف و تالیف : محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ ، الخبر سعودی عرب

تخریج و تحقیق : حافظ عبدالرؤف صاحب ، فاضل مدینہ یونیورسٹی

• حج وعمرہ اور قربانی کے احکام ومسائل پر اردو میں متعدد کتابیں موجود ہیں لیکن یہ کتاب اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے (مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف، لاہور، پاکستان)

• سوئے حرم مع اپنی تعلیقات کے جدید طرز تصنیف کی نمائندہ ایک خوبصورت اور معنی آفرین کتاب ہے اس کے مندرجات اور تعلیقات ہر دو سے لکھنے والوں کے خون جگر کی سرخی صاف چھلکتی نظرتی ہے۔ (مولانا سراج الحق، مدیر ماہنامہ ''الفلاح''، انڈیا)

• یوں تو اس موضوع پر متعدد تصانیف موجود ہیں مگر جامعہ اسلامیہ کے فاضل محقق حافظ عبدالرؤف صاحب نے جملہ مسائل کی انوکھی تحقیق کے ذریعے اس کتاب کو جداگانہ رنگ دے دیا ہے۔ (مولانا عطاءاللہ خان، سرپرست ''نوائے اسلام'' دہلی، انڈیا)

• حج وعمرہ اور قربانی کے موضوع پر اردو زبان میں میری نظر میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اس کتاب کی تالیف پر جہاں مؤلف قابل مبارک باد ہیں وہیں مخرج معلق بھی لائق صد تحسین ہیں۔ (مولانا رضاءاللہ عبدالکریم المدنی ''ترجمان'' دہلی، انڈیا)

• سوئے حرام سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری کڑی اور قابل رشک حد تک علمی و تحقیقی اور جاندار کتاب ہے اس کتاب کے ورق ورق پر تصنیف وتخریج کا جدید محققانہ احساس رواں دواں نظر آتا ہے۔ (روزنامہ ''سیاست'' حیدرآباد، انڈیا)

حج اور عمرہ اور قربانی کے موضوع پر بے نظیر کتاب

480 احادیث وآثار کی علمی انداز میں مفصل تخریج

• مستند دلائل • علمی نکات واشارات • مضبوط جلد

• عمدہ کتابت • 658 صفحات • ہدیہ 180 روپے

• جاذب نظر ٹائٹل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آئینہ نبوت

سیرت سرور عالم ﷺ سے متعلق تقریباً تمام پہلوؤں کو شامل کر کے اسے نبی اقدس ﷺ کی حیات مقدسہ کا حقیقی آئینہ بنانے کی کوشش کی ہے جس میں سے "ہر ذہن" کا آدمی آپ کی زندگی کا مکمل عکس دیکھ سکے اور رہنمائی حاصل کر سکے۔

مرتبہ : حضرت مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر، سعودی عرب

مکتبہ کتاب و سنّت

ریحان چیمہ، تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا محمد منیر قمر کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب

1- رمضان المبارک کا روحانی تربیت کا مہینہ
2- کشف الشبہات (توحید)
3- مسنون ذکر الٰہی (مختصر)
4- مناسک الحج والعمرہ
5- درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت
6- خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)
7- خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (انگلش)
8- انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک
9- دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف
10- وجوب عمل بالسنۃ اور کفر منکر
11- تین اہم اصول دین اور قواعد اربعہ
12- تین اہم اصول دین
13- قبولیت عمل کی شرائط
14- مسنون ذکر الٰہی (مفصل)
15- سیرت امام الانبیاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16- شراب ور دیگر منشیات

17- سوئے حرم (حج وعمرہ اور قربانی)

18- فقہ الصلاۃ (حصہ اول)

19- فقہ الصلاۃ (حصہ دوم)

20- فقہ الصلاۃ (حصہ سوم)

21- فقہ الصلاۃ (حصہ چہارم)

22- فقہ الصلاۃ (حصہ پنجم)

23- رمضان المبارک اور احکام روزہ

24- : احکام زکاۃ وصدقات

25- جہاد اسلامی کی حقیت

26- سود اور رشوت

27- مذمت فحاشی وزناکاری

28- انسداد فحاشی وزناکاری کے لئے اسلام کی بے نظیر تدابیر

29- مذمت لواطت واغلام بازی

30- چند اختلافی مسائل میں راہ اعتدال

31- مقالات قمر

32- گلدستہ نصیحت سے پچاس پھول

(ترجمہ کتاب الشیخ عبدالعزیز المتقل

33- دخول جنت کے تیس اسباب وذرائع (ترجمہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

34- مکفرات الذنوب

(تلخیص و ترجمہ کتاب حافظ ابن حجر عسقلانی)

35- پچاس سوال وفتاوی احکام

36- حیض کے بارے میں

(ترجمہ کتاب الشیخ محمد بن صالح العثیمین)

37- محرمات

(حرام امور، ترجمہ کتاب الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر)

38- ممنوعات

(ناجائز امور، ترجمہ کتاب الشیخ محمد الصالح المنجد، الخبر)

39- سورہ الفاتحہ، فضیلت، مقتدی کے لئے حکم

40- آمین، معنیٰ ومفہوم، مقتدی کے لئے حکم

41- رفع الیدین، جانبین کے لئے دلائل کا تحقیقی جائزہ

42- درود شریف، فضائل ومسائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حضرت مولانا محمد منیر قمر (ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب) کی

چند علمی و تحقیقی تالیفات

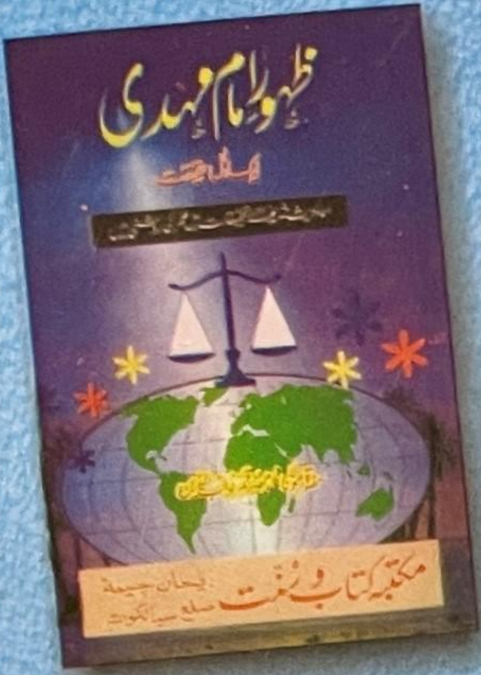

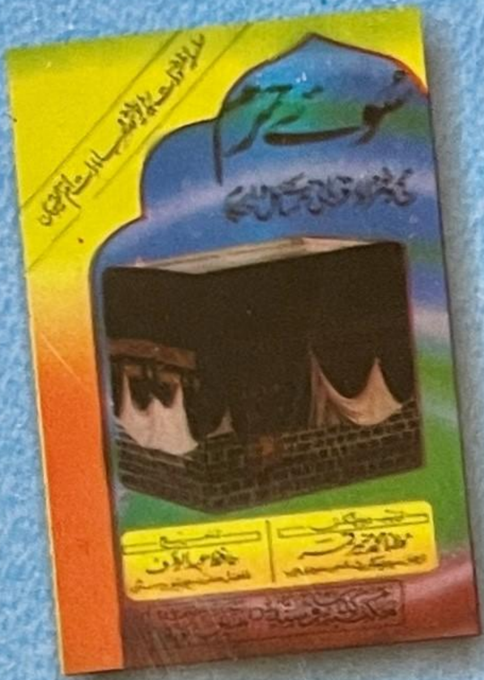

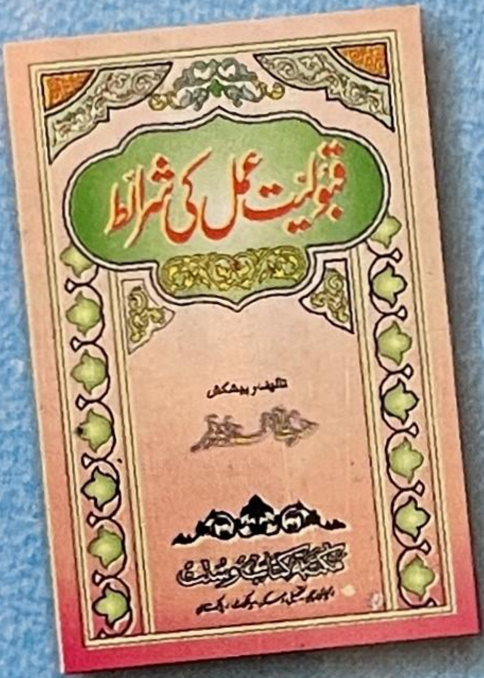

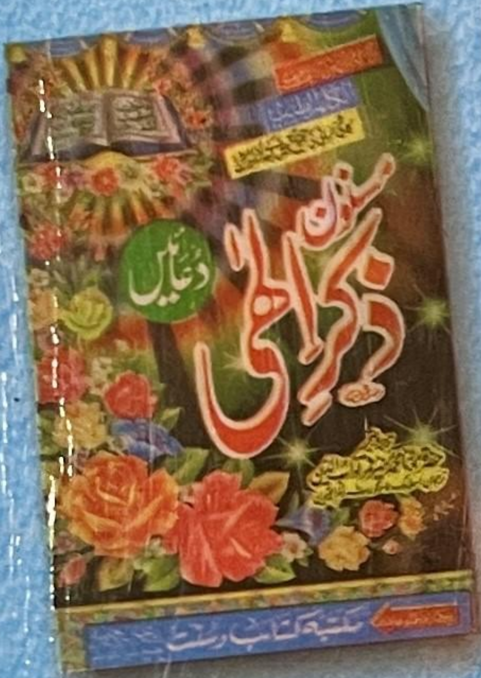

ناشر

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ - سیالکوٹ، پاکستان